جملہ حقوق غیر محفوظ

سلسلۂ اشاعت مکتبہ سبیل الفلاح (۲۰)

نام کتاب	:	رب سے کس طرح مانگیں؟
مصنف	:	مولانا غیاث احمد رشادی
تاریخ اشاعت	:	جنوری ۲۰۰۱ء شوال المکرّم ۱۴۲۱ھ
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار
صفحات	:	۸۴
کمپیوٹر کتابت	:	مولانا غیاث احمد رشادی
بمعرفت	:	رشادی کمپیوٹر سنٹر، واحد نگر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد
ناشر	:	مکتبہ سبیل الفلاح، واحد نگر قدیم ملک پیٹ حیدرآباد
قیمت	:	Rs.15/-

ملنے کے پتے

- ☆ مکتبہ سبیل الفلاح، واحد نگر قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد، انڈیا، فون:30909889
- ☆ ہندوستان پیپر ایمپوریم، مچھلی کمان، حیدرآباد
- ☆ حسامی بک ڈپو، مچھلی کمان، حیدرآباد
- ☆ مکتبہ سلسبیل، نزد مسجد منورہ، میر محمود پہاڑی، حیدآباد
- ☆ دارالکتاب، گن فاونڈری عابڈس، حیدرآباد
- ☆ الاوراق بک ڈپو، کرماگوڑہ، سعیدآباد، حیدرآباد
- ☆ مکتبہ فیض ابرار، نزد مسجد اکبری، اکبر باغ، حیدرآباد
- ☆ کمرشیل بکڈ پو، نزد چارمینار، حیدآباد
- ☆ القلم پبلشرز، نزد اجالے شاہؒ، سعیدآباد، حیدرآباد

فہرست مضامین

- ندائے اولین
- دعاء کے معنی کیا ہیں؟
- دعاء مومن کا ہتھیار
- بے مثل بادشاہ کا بے مثال دربار
- دعاء عین عبادت ہے
- دعا عبادت کا مغز ہے
- مانگیں تو کس سے مانگیں؟
- بندے ہو گر رب کے تو؟
- بندگی کا خوب اظہار کرو
- دعاء میں گریہ وزاری
- دعاء کے وقت دل کی حالت
- خوشحالی میں دل کی حالت
- دعاء مصیبت سے پہلے بھی
- بے قراری دعاء کی روح
- دعاء کے وقت توجہ اور یقین
- دعاء میں جلد بازی کی ممانعت
- دعاء کا دروازہ رحمت کا دروازہ
- دعاء اور دوا
- حرام کھانے والوں کی دعائیں
- بددعاء نہ کیجئے
- موت کی دعاء
- غائبانہ دعاء قبول ہوتی ہے
- ماں باپ، مسافر اور مظلوم
- پانچ آدمیوں کی دعائیں
- وہ اوقات جن میں دعائیں قبول ہوتی ہیں
- چند احادیث
- دعاء کے آداب
- دعاء کے شرائط
- دعاء کے فائدے
- دعاء اور تقدیر
- دعاء کے مقاصد
- اعمال صالحہ اور دعاء
- غار میں پھنسے ہوئے ساتھی
- حضور ﷺ کی بعض مقبول دعائیں
- دعاء قبول نہ ہونے کی وجہ
- ہر دعاء کیوں قبول نہیں ہوتی؟
- دعاء ہر حال میں نفع دیتی ہے
- حضور ﷺ نے دعاء کی درخواست کی
- دعاء کے آخر میں آمین
- قرآنی دعاؤں کی افادیت
- قرآنی دعائیں
- زبان رسالت کی دعائیں
- انبیاء کرام کی دعائیں
- حضرت آدمؑ کی دعاء
- حضرت نوحؑ کی دعاء
- حضرت ابراہیمؑ کی دعاء
- حضرت یوسفؑ کی دعاء
- حضرت موسیٰؑ کی دعاء
- حضرت سلیمانؑ کی دعاء
- حضرت ایوبؑ کی دعاء

بسم الله الرحمن الرحیم

ندائے اولین

(تمام تعریف اس رحیم وکریم رب ذوالجلال کے لئے جس نے دعاء کو عبادت قرار دیا اور دعاء کرنے کا حکم دیا کہ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ تم دعاء کرو میں قبول کروں گا، درود وسلام اس نبی رحمت ﷺ پر جنھوں نے اپنے حقیقی پروردگار سے مانگنے کا طریقہ قولاً وعملاً سکھایا)۔

ایک کمزور بندۂ مومن کے لئے اس کے سوا کوئی اور چارۂ کار نہیں کہ وہ اپنے پروردگار سے اپنے کام کے آغاز میں اس کی مدد مانگے، اور اسی مانگنے میں بندہ کی بندگی کا اظہار ہوتا ہے، بندگی کی شان ہی یہ ہے کہ وہ اپنے ہر چھوٹے بڑے کام میں اسی رب ذوالجلال سے بھیک مانگے، اس مہتم بالشان موضوع ''دعاء'' کا آغاز کرتے ہوئے اپنے گناہوں اور کوتاہیوں اور اپنے عیوب کے اعتراف کے ساتھ اور اپنے رب کے حضور اپنی کوتاہی اور کم علمی کا اظہار کرتے ہوئے یہ دعاء کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہمارے جمیع دینی اور جائز دنیوی منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچادے، اور اس موضوع پر جو قلم اٹھایا گیا ہے اس کو مفید انداز میں لکھنے کی قوت وصلاحیت عطا فرمائے، اور اس قسم کے موضوعات پر تادم زیست لکھتے رہنے کی توفیق وہدایت عطا فرمائے۔

دنیا کی باطل قومیں بھی اپنے مجبور وبے بس، باطل واختراعی معبودوں سے مانگنے کو اپنے عقیدہ کا ایک جز سمجھتی ہیں' شاید ہی کوئی قوم اس دنیا میں ہو جو اپنے دیوتا یا بھگوان سے مانگنے میں پس وپیش کرتی ہو یا اس بارے میں اختلاف رکھتی ہو، یہ اور بات ہے کہ ان کے دیوتاؤں میں اتنی اہلیت ہی نہیں ہوتی کہ انہیں ان کی مانگی ہوئی کوئی چیز دیدیں

یا اسکا ایک فی صد بھی دیدیں بلکہ جو قوم اپنے معبود کو خود اپنے ہاتھ سے تیار کرتی ہو اور جس کو پانچ دس ہزار میں خود خریدتی اور بیچتی ہو اور جس معبود کے ٹوٹنے سے بچانے کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے ہوئے اس کی حصار بندی اور حفاظت میں رہتی ہو ایسے ضعیف و ناتوان معبود میں کسی انسان کی ضرورت کو پورا کرنے کی طاقت وصلاحیت کہاں سے آسکتی ہے؟ جب لچر اور کمزور اِن اَن گنت معبودوں سے ان باطل قوموں نے مانگنے سے جی نہیں چرایا تو ظاہر ہے کہ ایک سچا اور کامل عقیدہ اور کامل ایمان رکھنے والا اپنے زبردست، طاقتور اور باخبر ایک ہی ذوالجلال سے مانگنے میں پیچھے کیسے رہ سکتا ہے؟۔

دعاء کا یہ موضوع ان روحانی موضوعات میں سے ہے جو دلوں کو جلا بخشتے ہیں، دعاء ہر بلا اور مصیبت کے لئے تیر کا کام کرتی ہے، دعاء ہر پریشان حال اور خائف بندے کے لئے امید کی ایک کرن ہے، دعاء ہر دلِ مضطرب کیلئے راحت و آرام کا ذریعہ ہے، دعاء ہی وہ ذریعہ جس کے ذریعہ انسان اپنے حقیقی خالق کا پڑوسی بنا رہتا ہے اور اسی دعاء سے قلبی اطمینان اور جسمانی راحت نصیب ہوتی ہے اور ہزاروں بلکہ لاکھوں کروڑوں مشکل مسائل حل ہو جایا کرتے ہیں، ہم ایک ایسے دور سے گزر رہے ہیں جہاں ہر نوجوان اور بوڑھے کی نگاہیں، ہر بچے اور بڑے، ہر عورت اور مرد کے قدم اپنے حقیقی معبود کی طرف متوجہ ہونے کے بجائے مادیت کی طرف بڑھ رہے ہیں، اور آج سارے انسانوں کے دل اسباب و ذرائع کی طرف زیادہ اور مسبب الاسباب کی طرف کم ہیں حقیقی اور کامل ایمان جس توکل، استغناء، قناعت اور انابت الی اللہ کا طالب ہے، اور جو چیزیں ایمان واسلام کا مقصود ہیں وہی چیزیں آج ہماری زندگیوں میں مفقود ہیں، یہی وجہ ہے کہ آج اگر کسی کام کے انجام دینے کا ارادہ ہوتا ہے تو نظریں حقیقی کارساز کی طرف جانے کے بجائے صرف اسباب و ذرائع پر مرکوز ہو جاتی ہیں، یہ اور بات ہے کہ دنیا دارالاسباب ہے یہاں ہر کام سبب کے پیرایہ میں ہوتا ہے لیکن سبب ہی سب کچھ نہیں

ہے بلکہ سب کچھ تو وہ مسبب الاسباب ہے جو ہر قسم کی قدرت و طاقت رکھتا ہے اور اسباب میں سبب بننے کی صلاحیت پیدا کرتا ہے ہمیں ایک مومن ومسلمان ہونے کی حیثیت سے اسباب کو اپنے سے زیادہ قریب نہیں دیکھنا ہے بلکہ اس مسبب الاسباب اپنے سے قریب تصور کرنا ہے اور اس کا یقین دل میں پیدا کرنا ہے کہ وہ ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ اور جب وہ قریب ہے تو ضرور ہماری پکار وفریاد کو سنتا ہے وَاِذاسَاَلَكَ عِبَادِی عَنِّی فَاِنِّی قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَ ةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانَ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِیْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ بندۂ مومن کا اپنے حقیقی پروردگار سے مانگنا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ وہ بندہ ہے اور جس سے وہ مانگ رہا ہے، وہ اس کا حقیقی خالق و مالک اور رازق ہے جو رحیم وکریم بھی ہے اور غفار و ستار بھی ۔اس موضوع پر قلم اٹھانے کا مقصد یہی ہے کہ ہم اس کہی ہوئی حقیقت کو زندگی بھر پیش نظر رکھیں اور ہر اچھی اور بری حالت میں اسی کے سامنے محتاجی کا ہاتھ اٹھانے والے بن جائیں ۔ اس دعاء کے ساتھ اس موضوع (دعا) کو شروع کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ہر قاری جہاں اپنے لئے اللہ سے خیر اور بھلائی مانگے گا وہیں وہ مجھے بھی یاد رکھے گا اور میرے خاتمہ بالخیر کے لئے دعاء بھی کرے گا، اس کتاب کے وجود میں آنے کا ایک ظاہری ذریعہ درحقیقت محترم جناب مخدوم محی الدین صاحب مقیم حال متحدہ عرب امارات کی توجہ دہانی ہے جنہوں نے دبئی سفر کے موقع پر مجھ سے دعا سے متعلق ایک کتاب لکھنے کا مشورہ دیا۔

طالب دعا۔

غیاث احمد رشادی

عشرہ رحمت ماہ رمضان المبارک ۱٤۲۱ھ

دعاء کے معنی کیا ہیں؟

دعاء دراصل زبان سے نکلے ہوئے ان الفاظ کو کہا جاتا ہے جو نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور فریاد کرتے ہیں، یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ الفاظ عربی میں ہوں یا فارسی میں، دعاء کیلئے وہ الفاظ زیادہ قیمتی اور مؤثر ثابت ہوتے ہیں جو دل کی گہرائی سے اٹھتے ہیں اور زبان کی پوری تاثیروں کو ساتھ لئے بارگاہ خداوندی میں پہنچتے ہیں، دعاء کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ کسی رسمی قانون کے تحت دونوں ہاتھ اٹھا دیئے جائیں اور دل و دماغ کو دنیاو ما فیھا میں آزاد چھوڑ دیا جائے اور پھر چند رٹے ہوئے الفاظ اور گھسے پٹے جملوں کو زبان سے ادا کر دیا جائے جس میں صرف مادیت کے اجزاء ہوں اور روحانیت کا نام ونشان نہ ہو بلکہ دعا میں جس قدر دل کی گہرائی و گیرائی شامل ہوگی جس قدر عاجزی وانکساری ہوگی اور جس قدر اپنی محتاجی و نیازمندی کا اظہار ہوگا اور جس قدر اپنے آپ کو بے بس و مجبور اور اپنے حقیقی خالق کو مختار و غالب ظاہر کیا جائے گا اسی قدر اس رؤف و رحیم اور سمیع وخبیر پروردگار کی توجہ اس کی طرف ہوگی اور اس کی دعاء کی قبولیت کے درروازے کھلنے لگ جائیں گے اور اسی قدر وہ اس کی رحمت کا حقدار بنے گا۔ جب ایک مومن بندہ اس تڑپ اور درد اور تذلل وانکساری کے عالم میں اپنے حقیقی پروردگار کو پکارتا ہے اور دعاء کرتا ہے تو وہ دعا یقیناً مقبول ہو جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ ایسی دعاؤں کے بعد دلوں کو طمانیت اور دماغ کو سکون وفرحت نصیب ہوتی ہے اور دعاء سے پہلے جس اضطراب و بے چینی کا وہ شکار تھا اس سے وہ آزاد ہو جائے گا۔

دعاء مومن کا ہتھیار

جس طرح پانی آگ کی ضد ہے' دھوپ چھاؤں کی ضد ہے' دوستی دشمنی کی ضد ہے، دن رات کی ضد ہے اور علم جہالت کی ضد ہے، اسی طرح دعاء بلا کی ضد ہے، اس لئے

کہ جس طرح آگ کی گرمی کو پانی ختم کر دیتا ہے، دھوپ کی تمازت کو چھاؤں دور کر دیتی ہے؛ دوستی دشمنی کے ماحول کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیتی ہے؛ دن، رات کی تاریکی کو ختم کر دیتا ہے؛ علم کی روشنی جہالت کے اندھیرے کو مٹا دیتی ہے اسی طرح دعا بھی وہ جوہر ہے جو بلاؤں کو دور کر دیتی ہے، ایک آدمی گناہ میں مبتلا رہتا ہے وہ صبح و شام اور لیل و نہار کا ہر ہر لمحہ سرکشی اور عصیان میں گزارتا ہے اور جب اس کی یہ سرکشی حد سے آگے کو بڑھ جاتی ہے، تو وہ اللہ کے غضب اور اس کی لعنت کا شکار ہونے کے قریب ہوتا ہے اتنے میں اس کا ضمیر جاگ اٹھتا ہے وہ اپنے رب ذوالجلال (جس کے ہاتھ میں اس آدمی کا دل ہوتا ہے) کی طرف مائل ہوتا ہے اسے اپنے گناہوں کا احساس ہونے لگتا ہے پھر وہ ندامت کے آنسو اپنے پروردگار کے حضور بہانے لگتا ہے اور اپنی ہدایت اور نجات کی بھیک اپنے پروردگار سے مانگنے لگتا ہے، حقیقی خالق و مالک کو اپنے بندے کی یہ ادا پسند آتی ہے اور اللہ کے غضب اور اس کی لعنت کے بجائے یہی دعاء اس کے لئے رحمت و برکت کا ذریعہ بنتی ہے، معلوم ہوا کہ دعا آنے والی بلا کو بھی روک دیتی ہے۔

اگر یہ کہا جائے تو یقیناً مبالغہ نہ ہوگا کہ دعاء بلا کی دشمن ہے، یہی وہ دعا ہے جس کی طاقت سے آدمی بلاؤں کو دور کرتا ہے، اپنی بیماریوں سے نجات پاتا ہے، اپنے نقصان کو فائدہ میں بدل لیتا ہے، یہی وہ دعا ہے جس کی بدولت وہ اللہ کے غضب اور عذاب سے بچتا ہے اس کے قہر اور اس کی لعنت سے بچ جاتا ہے، یہی وہ دعا ہے جو اللہ کے غضب کو ہلکا کر دیتی ہے۔

جس طرح ایک آدمی اپنے ہتھیار استعمال کرتا ہے اور اس ہتھیار سے اپنے جسم کی حفاظت کرتا ہے بالکل اسی طرح یہ دعا بھی ایک مومن و مسلمان کے لئے ہتھیار کا کام کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت علیؓ نے نبی رحمت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرمایا عن علیؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ الدعاء سلاح المومن و عماد الدین ونور السموات والارض (حاکم) کہ دعا مومن کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون

ہے اور آسمانوں اور زمین کا نور ہے، خوش نصیب ہیں وہ مومن بندے جو دعاء جیسے ہتھیار کے ذریعہ اپنی قوت کو بڑھاتے ہیں اور دین کو مستحکم کرتے ہیں۔

جب پیارے نبی ﷺ نے دعا کو ہتھیار قرار دیا تو سمجھنے کی بات یہ ہے کہ ہتھیار کی قوت صاحبِ ہتھیار کی قوت کے مطابق ہوتی ہے، جب دعاء بھی آداب و شرائط کے دائرہ میں ہو تو یوں سمجھئے کہ ہتھیار درست اور عمدہ ہے اور پھر جب دعاء کرنے والا متقی و پرہیز گار ہو تو صاحبِ ہتھیار بھی عمدہ ہے، یہیں وہ قول صادق آتا ہے ''نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٌ'' جب صاحبِ دعا' صاحبِ ہتھیار ہو گیا تو پھر اس کے قریب نہ آفت آسکتی ہے اور نہ بلا اس کو چھو سکتی ہے ، ایسا شخص جس کو یہ مقامِ بلند نصیب ہو گیا تو پھر پوری دنیا اس سے لرزنے اور کانپنے لگے گی۔

بے مثل بادشاہ کا بے مثال دربار

دنیا میں کوئی اپنی رعایا کا بادشاہ بنتا ہے، کوئی کسی جماعت کا امیر بنتا ہے' کوئی کسی قوم کا لیڈر بنتا ہے، کوئی کسی ادارہ کا نگران بنتا ہے' کوئی بے شمار امور کا نگہبان بنتا ہے' کوئی کسی ڈپارٹمنٹ کا افسر اعلی بنتاہے' کوئی کسی کمپنی کا مینیجر بنتا ہے' کوئی کسی تنظیم کا سربراہ بنتاہے' کوئی کسی کارخانہ کا مالک بنتا ہے اور کوئی کسی پارٹی کا صدر بنتا ہے، بادشاہ ہوں یا امیر، لیڈر ہوں یا نگران ،نگہبان ہوں یا افسر اعلی ،مینیجر ہوں یا سربراہ ، مالک ہوں یا صدر، ان میں سے ہر ایک کا اپنا ایک دربار ہوتا ہے، جب یہ اپنی کرسی پر جلوہ افروز ہوتے ہیں اور ان کے دائرہ کار میں کام کرنے والے اپنی اپنی حاجتیں لے کر آتے ہیں تو انہیں ان کا اپنی حاجتیں پیش کرنا فطری طور پر برا معلوم ہوتا ہے، یہ پہلے پہلے تو ان کی حاجتوں اور ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں اور چند ہی دنوں میں یہ ان کے مطالبات سے اکتا جاتے ہیں اور ان کے مانگنے کو برا ماننے لگتے ہیں اور جب کبھی وہ اپنی حاجت و ضرورت کا اظہار کرتے ہیں ان سے تلخ لہجہ میں گفتگو کرنے لگتے ہیں، شاید

ہی ان تمام قسم کے افراد میں سے کوئی ذمہ دار ایسا ہو جس کے دل میں یہ ارادہ وخواہش ہو کہ کوئی ہم سے مانگے ہم اس کو دیں، کسی کی کیا مجال کہ وہ اپنے ماتحتوں سے یہ کہدے کہ تمہیں جو مانگنا ہے مانگو ہم تمہیں دینگے لیکن آیئے ہم قرآن مجید اور احادیث شریفہ میں ایک ایسی ذات کو تلاش کرتے ہیں جو بے مثل ہے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْئٌ (اس کے جیسی کوئی چیز نہیں) جس کی شان ان تمام عارضی بادشاہوں اور ذمہ داروں سے بالکل ہی الگ ہے جو مختار کل بھی ہے قادر مطلق بھی، اس کی ذات جس طرح بے مثل ہے اسی طرح اس کی بادشاہت بھی بے مثل ہے، اسی حقیقی بادشاہ نے اپنے بندوں سے یوں کہا اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ تم مجھ کو پکارو میں تمہاری پکار کا جواب دیتا ہوں، تم محتاج و بے بس ہو، میں غنی (بے نیاز) اور عزیز و غالب ہوں، میں وہ نہیں کہ مانگنے سے ناراض و نالاں ہو جاؤں' میں وہ نہیں کہ مانگنے والے سے اپنا رخ موڑلوں، میں وہ نہیں کہ مانگنے والوں سے اکتا جاؤں' میں وہ نہیں کہ مانگنے والوں پر غضب کا پہاڑ توڑ ڈالوں' نہیں ! ہرگز نہیں !! میں تو وہ ہوں کہ جو مجھ سے بے نیاز بن جائے اور اپنی ضرورت مجھ سے نہ مانگے تو میں اس پر غصہ ہوتا ہوں یہ بھی شان رحیمی ہے اور اپنے بندوں پر لطف و مہربانی کی بین دلیل ہے' یہی وجہ ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے فرمایا من لم یسال الله یغضب علیه جو اللہ سے سوال نہ کرے اللہ تعالیٰ اس پر غصہ ہوتے ہیں، عارضی اور فانی بادشاہوں کا شعار و شیوہ یہ ہوتا ہے کہ وہ مانگنے والوں پر غصہ ہوتے ہیں اور ہمارا خالق حقیقی اور ابدی پروردگار اور شہنشاہ کی شان یہ ہے کہ وہ نہ مانگنے والوں پر غصہ ہوتا ہے۔

دعاء عین عبادت ہے

عموماً ذہنوں میں یہ بات ہوتی ہے کہ نماز روزہ' زکوۃ' حج' تلاوت' ذکر واذکار اور صدقہ و خیرات ہی عبادات ہیں اس کے علاوہ بہت سارے وہ اعمال جو حقیقت میں دین وشریعت کی نگاہ میں عبادت شمار ہوتے ہیں لیکن ہم ان کو عبادت ہی نہیں سمجھتے' مثلاً ایک آدمی اسلامی حدود

میں رہتے ہوئے اپنے اہل وعیال کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے تجارت کرتا ہے تو یہ تجارت بھی دین میں داخل ہے اور یہ بھی عبادت میں داخل ہے (بشرطیکہ دین کے سارے احکام کوملحوظ رکھا گیا ہو) بالکل اسی طرح ہم نماز پڑھتے ہیں اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہم جب دعا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے دعا کرتے ہیں تو لاعلمی کی وجہ سے بعض لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات ہوتی ہے کہ یہ اپنا کوئی کام کررہے ہیں، یہ دعاء کوئی عبادت نہیں ہے حالانکہ دعاء عین عبادت ہے ، چنانچہ حضرت نعمان بن بشیرؓ نے روایت کیا ہے کہ سرکار دو عالمﷺ نے ارشاد فرمایا الدعاء هو العبادة دعاء عین عبادت ہے

دعاء کے عین عبادت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا مقام تمام عبادات میں ایسے ہی ہے جیسے سر کا مقام تمام جسم کے مقابلہ میں ہوتا ہے ، دعاء کا مقام تمام عبادتوں میں ایسے ہی ہے جیسے قوم کے مقابلہ میں قوم کے سردار کا مقام ہوتا ہے ، دعاء ایک ستون ہے جس پر عبادتوں کی عمارت کھڑی ہوئی ہے اور دعاء عبادات میں ایک اہم رکن ہے اور دعاء عبادات کی جتنی علامتیں ہیں ان علامتوں میں سے ایک اہم علامت ہے جس سے بندۂ مومن کی پہچان ہوتی ہے، واقعی یہ ایک غلام اور بندہ ہے جو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے ہوئے اپنے حقیقی خالق سے مانگ رہا ہے، دعا کے ذریعہ گویا اس کی بندگی کا حقیقی اظہار ہوتا ہے۔

چونکہ دعا کے حقیقی معنی ہی یہی ہیں کہ قلب سلیم کے ساتھ اپنے حقیقی مولیٰ کی طرف متوجہ ہو جائیں اور اخلاص و یقین کے ساتھ اس سے مدد طلب کریں اور ہر قسم کی برائیوں سے پناہ مانگیں اور ہر قسم کی بھلائی کی بھیک مانگیں اور زمانہ کے حادثات سے محفوظ رکھنے کا سوال اپنے پروردگار سے کریں‘ ظاہر ہے کہ بندہ کا برائیوں سے دور ہونے کی فکر کرنا اور بھلائیوں کو پانے کی کوشش کرنا ، اپنی روحانی قوت کو بڑھانے اور نفسانی قوت کو گھٹانے کا ذریعہ ہے‘ اور عبادت کا مقصود بھی یہی ہوتا ہے کہ آدمی عبادت کے ذریعہ اپنی روحانی قوت کو بڑھاتا رہے ۔معلوم ہوا کہ دعاء بھی عبادت کے مختلف طریقوں اور رنگوں میں

سے ایک اہم طریقہ اور رنگ ہے' یہی وجہ ہے کہ لفظ صلٰوۃ کو جس کے معنی نماز کے ہیں دعا کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ وَ صَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُم (اے نبی) آپ ان کے لئے دعا کیجیے بے شک آپ کی دعاء ان کے لئے باعث طمانیت اور سکون ہے۔

اور اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ آدمی جب تک نماز میں ہوتا ہے وہ اللہ کی عظمت کا احساس لئے ہوئے ہوتا ہے' بالکل اسی طرح دعا کرتے ہوئے بھی اس کے دل میں اپنے حقیقی رب ذوالجلال کی برتری و بڑائی کا احساس پوری طرح زندہ رہتا ہے، بہرحال دعا بھی اللہ کے ذکر کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے جس کے ذریعہ بندہ اپنے رب کے قریب ہوتا ہے اللہ کی ایک مخلوق اگر کسی شخص سے مانگتی ہے تو وہ اس کو اپنے سے دور رکھنے کو کوشش کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ لوگ مانگنے والوں سے دور رہنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ہی وہ واحد رب ذوالجلال ہیں جو مانگنے والوں کو اپنے سے قریب رکھتے ہیں۔

دعاء عبادت کا مغز ہے

پچھلی حدیث سے تو یہ پتہ چل گیا کہ دعا عین عبادت ہے اور یہ حدیث جو آگے آرہی ہے اسی کی تاکید کر رہی ہے۔ عن انس ؓ قال قال رسول الله ﷺ الدعاء مخ العبادة حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دعا عبادت کا مغز اور جوہر ہے۔

اس حدیث کو سمجھنے کیلئے ہمیں تھوڑی دیر کیلئے اپنی عبادتوں کی کیفیت کی طرف جانا ضروری ہے، سب سے پہلے یہ تصور کیجئے کہ آپ اب اللہ کے دربار میں پاک وصاف ہو کر ٹھہرے ہیں، آپ نماز کے آغاز ہی سے خشوع وخضوع کی کیفیت میں ہوتے ہیں پوری دنیا سے بیزار' ایک اللہ کے سامنے اس کی عظمت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسی کے

ہو کر کھڑے ہوجاتے ہیں اور اپنی عاجزی ومحتاجی کا مظاہرہ کرتے ہیں، اس کی بڑائی کبریائی ،اس کی ثناء جمیل اور تسبیح وتہلیل میں مصروف ہوجاتے ہیں اس کی پاکی اور بے عیبی کا اعلان کرتے ہیں اور یہ اعتراف کرتے ہیں کہ تو مالک ومختار ہے ہم مجبور ومحتاج ہیں ،تو غنی و بے نیاز ہے ہم فقیر و بے چین ہیں' عبادت کا یہ منظر ہوتا ہے، پھر جب ہم دعا کے لئے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے ہیں دعا کے اول وآخر' دعا کے جز وکل سب میں انہی صورتوں کی تکرار ہوتی ہے جس خشوع کے ساتھ نماز ادا کی اسی خصوع کیساتھ دعا کا سلسلہ بھی جاری ہے' جس عاجزی وانکساری کے ساتھ نماز ادا کی اسی عاجزی ،انکساری و تذلل کے ساتھ دعا کا سلسلہ بھی جاری ہے ،اسی حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے نبی رحمتﷺ نے یہ فرمایا کہ دعا عبادت کا مغزاور جوہر ہے اور اسی حقیقت کو اور زیادہ روشن کرتی ہے وہ حدیث کہ عن ابی هريرةؓ قال قال رسول اللهﷺ ليس شيئ اكرم على الله من الدعاء (ترمذی و ابن ماجه) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے یہاں کوئی چیز اور کوئی عمل دعا سے زیادہ عزیز نہیں ، جب انسان کی پیدائش کا مقصد اصلی قرآن مجید کے بیان کے مطابق عبادت ہے (وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْانسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ) تو یہ بات ازخود متعین ہوجاتی ہے کہ انسانوں کے اعمال واحوال میں دعا ہی سب سے زیادہ محترم اور قیمتی عبادت ہے ۔ معلوم ہوا کہ دعا عبادت کا مغزاورعین عبادت ہے اور عبادت مقصد تخلیق انسانیت ہے، اس طرح دعاء سے بڑھ کر کوئی عمل اللہ کو زیادہ عزیز نہیں ہے اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ آدمی ساری عبادتوں سے بے نیاز ہو کر دعاء ہی کرتے رہ جائے بلکہ ان تمام احکامات پرعمل کرنے کا وہ ذمہ دار اور مکلّف ہے جو اس پر پہلے ہی نافذ ہوتے ہیں، محنت کے بعد معاوضہ طلب کیا جاتا ہے نہ کہ محنت سے پہلے ۔

مانگیں تو کس سے مانگیں

ہر چیز کو پانے اور حاصل کرنے کے کچھ اصول اور شرائط ہوتے ہیں‘ کسان اسی وقت فصل کاٹ سکے گا جب کہ اس نے اپنا تعلق زمین سے جوڑا ہو‘ اور قیمتی بیج زمین کے پیٹ میں بکھیر دیا ہو‘ تاجر اسی وقت نفع کا حقدار ہوگا جب کہ اس نے تجارت میں اپنا سرمایہ لگایا ہو اور اس کے پیچھے اپنی عقل اور تدبیر کو استعمال کرتے ہوئے محنت کی ہو، ملازم اسی وقت تنخواہ پانے کے قابل بنے گا جب کہ اس نے اپنی ملازمت کے فرائض انجام دیئے ہوں اور جو کام جہاں کرنا ہے وہیں کیا ہو‘ اس کے برخلاف اگر کسان بیج کو فضاؤں میں بکھیر دے یا کسی غار میں چھپا دے یا سمندر میں ڈال دے اور تاجر اپنا سرمایہ کسی پہاڑ کی چوٹی میں رکھ کر آ جائے اور ملازم اپنی ملازمت کے اوقات میں دفتر کے بجائے کسی سڑک یا ہوٹل میں ٹھہر کر گزار دے تو کیا یہ کسان اپنی فصل کاٹ سکے گا کیا یہ تاجر نفع حاصل کر سکے گا اور کیا یہ ملازم اپنی تنخواہ اپنی ہاتھ میں لے سکے گا، نہیں ہرگز نہیں !! معلوم ہوا کہ ہر چیز کے حاصل کرنے کا ایک راستہ ہے، اسی راستے سے وہ چیز حاصل کی جاسکتی ہے، پانی سے پیاس اور اناج سے بھوک مٹائی جاسکتی ہے، اگر آدمی پیاس کی حالت میں اپنا ہاتھ کسی مشروب کے بجائے کسی لوہے یا چاندی کی طرف بڑھائے گا تو کیا اس کی یہ پیاس بجھ جائے گی، نہیں ہرگز نہیں !! بالکل اسی طرح زمین و آسمان کے خزانوں کی کنجیاں صرف اور صرف اس ایک حقیقی خالق و مالک کے ہاتھ میں ہیں جو ہر چیز پر قادر ہے لَہ مقالید السموات والارض جب سب کچھ اسی کے ہاتھ میں ہے تو ہر چیز ہر موقع پر ہر بندہ ہر حالت میں اسی ایک رب سے مانگے گا تو اپنے مانگنے میں وہ کامیاب ہوسکے گا اسی لئے قرآن مجید آواز دے رہا ہے هُوَ الْحَيُّ لَا اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (۲۴/ مومن) وہی زندہ رہنے والا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، پس اللہ ہی کو پکارو اس کے لئے دین خالص کرتے ہوئے قرآن مجید نے اپنے حکیمانہ انداز میں مومن بندوں کو اس حقیقت سے باخبر کیا ہے کہ تمہیں فنا

ہونے والوں اور زائل ہو جانے والی چیزوں کی طرف اپنا رخ نہیں کرنا ہے بلکہ تمہیں صرف اور صرف اسی ایک رب سے مانگنا ہے، اس لئے کہ دنیا میں جتنی چیزیں ہیں وہ سب کسی نہ کسی وقت اپنی زندگی سے ہاتھ دھونے والی ہیں' صرف ایک ہی ذات ہے جو ھو الحی وہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے ایسے رب کو پکارو اور اسی سے مانگو جو ہمیشہ رہنے والا ہے؟ یہاں اس حقیقت سے بھی آگاہ کر دیا گیا ہے کہ جو اپنے وجود میں اور اپنے وجود کی بقاء میں کسی اور کا محتاج ہو بھلا وہ تمہاری فریاد کس طرح سن سکتا ہے، تمہاری فریاد کو وہی سن کر سمجھ کر پوری کر سکتا ہے جو ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا ؟اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہ بات بتادی کہ وا ذَاسَأَلَك عِبَادِیْ عَنِّی فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ۔

میرا بندہ جب مجھ سے سوال کرے گا تو مجھے وہ قریب پائے گا اللہ تعالیٰ نے بطور تاکید کے لفظ (عنی مجھ سے) کا لفظ استعمال کیا اور بتا دیا کہ جس سے مانگا جا سکتا ہے وہ میرے سوا کوئی اور نہیں ہوسکتا اور عبادی (میرا بندہ) کہہ کر اور واضح کر دیا گیا کہ جو میرا بندہ ہوگا وہ مجھ سے ہی سوال کرے گا اور اللہ تعالیٰ نے اسی سے مانگنے والوں کو یہ بشارت بھی دے دی کہ جو مجھے پکاریں گے اور مجھ سے مانگیں گے یہ میرا وعدہ ہے کہ میں اس سے قریب ہوں اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے قریبی بن جائیں تو اس کے لئے کسی اور چیز کی کیا ضرورت ہے؟۔

بندے ہو گر رب کے تو

زید اگر دن بھر خالد کے گھر میں مزدوری کرے اور شام ہوتے ہی وہ خالد سے اس کا معاوضہ اور اجرت مانگنے کے بجائے کسی دوسرے غیر متعلق آدمی سے اس کا معاوضہ مانگے تو کیا اس شخص کے بارے میں دنیا یہ فیصلہ نہیں کرے گی کہ یہ کوئی صاحب عقل شخص نہیں ہے؟ یا دوسری شکل یوں لے لیجئے کہ زید کو بکر نے کھانا کھلایا زید کا جب پیٹ بھر گیا تو اس نے عمر کا شکریہ ادا کرنے اور اس کی تعریف بیان کرنے کے بجائے زاہد کی تعریف

کی اوراس کا شکریہ ادا کیا، حالانکہ اس نے اس کو کھانا کھلانے میں کوئی کردارادانہیں کیا، اب اس زید کے بارے میں دنیا کیا یہ فیصلہ نہیں کرے گی کہ زید بے وفا اور ناسمجھ ہے کہ جس نے احسان کیا تھا اس کوتو بھول گیااور جس نے کچھ نہیں کیا تھا اس کو سب کچھ بنا رہا ہے؟ بطور تمثیل کے یہ دو مثالیں شاید اس حقیقت کو سمجھنے کیلئے کافی ہو جائیں گی کہ زمین و آسمان کا خالق وہی، جن وانس کا رازق وہی مختار کل وہی، قادر مطلق وہی، محسن ومہربان وہی، رحمان ورحیم وہی، مالک وقیوم وہی، غفار وستار وہی، لیکن عجیب ہیں وہ لوگ یا وہ طبقہ جو حقیقی محسن کے احسان کے سایہ میں جیتے ہوئے حقیقی محسن کو فراموش کردے اورا س کے غیر کو پکارے، اسی کو سب کچھ سمجھے، اس کو اپنا ماوی وملجا قرار دے، اس کے دربار کو حقیقی دربار سمجھے، اس سے اپنی مرادیں مانگے، اور کسی کے دربار میں جا کر یہ کہنے میں بھی پیچھے نہیں ہوتے کہ ہماری سنتا نہیں تمہاری موڑ تا نہیں (نعوذ باللہ) یعنی نمازوں کے دوران اللہ اکبر کہہ کر اسی کے بڑا ہونے کا اقرار کیا، اسی کے رحمان ورحیم ہونے کا اعتراف کیا، پھراس کے سامنے یہ عہد بھی کیا کہ ایاك نعبد وایاك نستعین ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں، رکوع سے اٹھتے ہوئے اس کو سمیع کہا کہ وہ سننے والا ہے، اس کے بارے میں یہ کہا کہ وہ مجیب الدعوات ہے، اسی کے بارے میں کہا کہ ان اللّٰہ بما تعلمون خبیر کہ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ باخبر ہے، لیکن یہ کیا ظلم ہو گیا کہ اس کے دربار سے نکلا اور پھر کسی اور کی بارگاہ میں پہنچا، اور یہ فقرہ کس دیا "ہماری سنتا نہیں تمہاری موڑ تا نہیں" اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس نے اللہ کے ساتھ دوغلہ پن کا معاملہ کیا، اسکے دربار میں تو اس کو سننے والا قرار دیا اور اب یہاں آکر کہتا ہے کہ ہماری سنتا نہیں، پوچھو ان ظالموں سے کہ اگر حقیقی پروردگار نہیں سنتا تو پھر اور کون سنتا ہے؟ جس نے حضرت یونسؑ کی فریاد کو مچھلی کے پیٹ میں سنا جب کہ انہوں نے رات کی اندھیری، سمندر کی اندھیری اور مچھلی کے پیٹ کی اندھیری میں لا الہ الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین کا ورد کیا تھا، جس رب ذو

الجلال نے نمرود کی آگ میں ڈالے جانے والے اپنے خلیل حضرت ابراہیمؑ کی فریاد سنی، جس نے ابن یعقوبؑ کی آواز کنعان کے اندھیرے کنویں سے رات کی اندھیری میں سن لی، جس نے غار ثور میں بیٹھے پیارے رسول ﷺ اور رفیق غار حضرت ابوبکرؓ کی اس آواز کو سن لیا کہ ان اللّٰہ معنا (بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے) جس نے حضرت ایوبؑ کی اس پکار کو سن لیا جو اضطراب اور بے چینی کے عالم میں صبر کی آخری منزل میں دل ایوب سے نکلی تھی، جس نے فرعون کی بیوی حضرت آسیہ کی اس آواز کو سن لیا (کہ رب ابن لی عندك بيتا فی الجنة اے میرے رب! میرے لئے جنت میں ایک محل تعمیر فرما جب کہ فرعون نے دردناک سزا دے کر انہیں اپنے دین سے بیزار ہو جانے پر مجبور کیا تھا، وہ خدا جس نے ساڑھے نو سو سال تک دعوت دین دینے والے ثابت قدم حضرت نوحؑ کی اس آواز کو سن لیا رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّارًا جس نے حضرت عثمانؓ کے ان آخری کلمات کو سن لیا جب کہ ان کی زبان مبارک سے یہ کلمات نکل رہے تھے فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ جس نے نبی رحمت ﷺ کی اس آواز کو سن لیا جب کہ دشمنان اسلام آپ کے گھر کے اطراف جمع تھے اور آپ ﷺ نے سورۂ یٰس کی ابتدائی آیتوں کی تلاوت کی تھی، کیا وہ رب ذوالجلال ہماری پکار و دعاء سے غافل ہے؟ کیا وہ ہمارے اضطراب اور بے چینی سے بے خبر ہے؟ واللہ! یہ ہو نہیں ہوسکتا، یہ ہو نہیں سکتا۔

بندگی کا خوب اظہار کرو

دنیا کا یہ دستور ہے کہ ہر آدمی اپنی حیثیت اور اپنے منصب کا دل کھول کر اظہار کرتا ہے، فوجی اپنے فوجی لباس کے ذریعہ اپنے فوجی ہونے کا اظہار کرتا ہے، پولیس کے محکمہ کا ہر بڑا اور چھوٹا عہدیدار اپنی وردی کے ذریعہ اپنی اپنی حیثیت کو خوب ظاہر کرتا ہے، ڈاکٹر اپنے ڈاکٹر ہونے کا موقع بہ موقع اپنی وضع قطع سے خاموش اعلان کرتا ہے، وکیل

اپنے وکیل ہونے کا اپنے سیاہ وسفید لباس کے ذریعہ پورا پورا اظہار کرتا ہے، اس کے علاوہ مختلف تنظیموں، گروہوں، سیاسی پارٹیوں، محکموں اور طبقوں کے لوگ اپنے مخصوص طرز وطریق، رنگ وڈھنگ اور وضع قطع کے ذریعہ ہمیشہ اس کا ثبوت پیش کرتے رہتے ہیں کہ ہمارا تعلق فلاں اور فلاں تنظیم سے ہے اور فلاں فلاں محکمہ اور تنظیم میں ہماری فلاں فلاں حیثیت ہے، یہ ایک مفصل مثال ہے اس حقیقت کو سمجھانے کیلئے کہ جب ہر ایک اپنی اپنی حیثیت کا اظہار موقع بہ موقع کرنے میں مصروف ومنہمک ہے تو ایک مومن بندہ اپنے حقیقی پروردگار کے سامنے اس حقیقت کا اظہار کیوں نہ کرے کہ وہ ایک فقیر ومحتاج مجبور و بے بس، کمزور ناتواں، عاجز و عاصی، اور مسکین و بھکاری ہے جس کے ایمان و یقین اور اس پروردگار کی توفیق نے اس کو اس کے پاک دربار میں لاکھڑا کیا ہے، بندوں کی بندگی کا تقاضا یہی ہے کہ وہ اپنی عبدیت کا اظہار کریں، اور اس میں دورائے ہرگز نہیں کہ بندگی کے اظہار کی سب سے اعلی صورت یہ ہے کہ وہ اپنے دونوں ہاتھ اس مالک ومختار کے سامنے پھیلا دے اور یہ جتلا دے اور بتلا دے کہ میں کچھ نہیں ہوں، سب کچھ اے رحیم پروردگار! آپ ہیں، میں ایک ناپاک اور عاجز وکمترین بندہ ہوں اور آپ ہر عیب سے پاک قوی و غالب رب الاعلیٰ ہیں، بندۂ مومن کا عاجزی، انکساری، بندگی اور بے چارگی کی تمام تر کیفیتوں کو اپنے چہرہ پر طاری کرتے ہوئے اس رب سے اس طرح تعلق جوڑ لینا اور ایسا فقیر بن جانا کہ خود اس کو یہ محسوس ہو کہ یہی ایک واحد بارگاہ ہے جہاں عزت کی پیشانی کو اس کی چھوکھٹ پر رکھ کر اپنے کچھ نہ ہونے اور رب کے سب کچھ ہونے کا اعلان کیا جاسکے، جو لوگ اپنی غفلت، نادانی، جہالت، لاعلمی، کج فہمی اور بے راہ روی کی بناء پر غیروں کے آگے ہاتھ پھیلانے کے عادی بن چکے ہیں، اور غیر اللہ کے سامنے مانگ مانگ کر غیروں کے نقش قدم پر چلنے لگے ہیں اور اسی میں اپنی عمر عزیز کا بیشتر حصہ گزار چکے ہیں، انہیں ہم غور وفکر کی دعوت دیتے ہیں اور یہ بتانا چاہتے ہیں کہ تم نے جتنے چکر غیروں کے دربار تک پہنچنے میں لگائے ہیں اور جتنی آو بھگت غیروں کی کی

ہے، اور جتنی منت و سماجت غیروں کی ہے، اس میں کا ایک فی صد حصہ اس پاک پروردگار کی طرف لگاؤ، خدارا اپنا رخ موڑو، اور پکارو اس کو جو نہ پکارنے پر ناراض ہوتا ہے، فریاد کرو اس سے جو پریشان حالوں کی پریشانی کو دور کرتا ہے، اور ان کی مشکلات کو آسان کرتا ہے، پھر دیکھو کس طرح کایا پلٹتی ہے؟ حالات کس قدر کروٹ لیتے ہیں؟ اے وہ لوگو! جنہوں نے غیروں سے لینے کا تجربہ زندگی بھر کیا، جس سے حقیقی معنی میں لینا ہے اس سے لینے کا آسان اور نفع بخش راستہ اختیار کرو، پورے اخلاص وللّٰہیت، اور امید واثق اور یقین کامل کے ساتھ اس دربار میں آؤ، اس کی تعریف اور تسبیح کرو، اس کی کبریائی و بڑائی بیان کرو پھر اپنی غفلت اور نادانی پر ندامت کے آنسو بہاؤ، رات کی تاریکیوں میں تنہائیوں کا موقع پاکر اس کے سامنے گڑگڑاؤ، روؤ، سچی توبہ کرو، اور اپنے مشکلات کو اس کے سامنے بیان کرو، پھر دیکھو وہ کس قدر برکتوں کے دورازے کھول دے گا، رحمتوں کی بارش برسائے گا، آسانیوں کی راہیں کھولے گا، آرام و راحت کے سامان مہیا کرے گا، دنیا کے سینکڑوں تجربات سے ناکام و نامراد ہونے والے اے انسان! اب تو صرف اور صرف ایک بارگاہ میں پہنچ کر تجربہ کرلے، خدا تجھے ہرگز نامراد نہ کرے گا، اسی لئے نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

قال رسول اللہ ﷺ ان الدعا ینقع مما نزل و مما لم ینزل فعلیکم عباد اللّٰہ بالدعاء (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دعاء کارآمد اور نفع مند ہوتی ہے ان حوادث میں بھی جو نازل ہوچکے ہیں اور ان میں بھی جو ابھی نازل نہیں ہوئے، پس اے خدا کے بندو! دعا کا اہتمام کرو، بار بار اپنے پروردگار سے دعاء کرنا گویا بار بار یہ اعلان کرنا ہے کہ میں بندہ ہوں اور تو میرا رب ہے، دعاء ہی ابدیت کا جوہر اور خاص مظہر ہے، اپنے حقیقی پروردگار سے دعا کرتے وقت بندے کا ظاہر و باطن عبدیت میں ڈوبنا ہوا ہونا چاہئے۔

دعا میں گریہ وزاری مطلوب ہے

یہ ایک فطری حقیقت ہے کہ اگر کسی محکمہ کا ملازم اپنے افسر اعلیٰ سے تحریری یا تقریری درخواست پیش کرتا ہے اور اس درخواست کے پیش کرتے ہوئے اس میں لجاجت اور منت وسماجی کا پہلو ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ افسر اعلیٰ کا دل اس کی لجاجت اور عاجزی سے نرم پڑجاتا ہے، کسی بھی چیز کے مانگتے ہوئے فطری طور پر مانگنے والے کے لہجہ میں عاجزی اور انکساری ہوتی ہے، اور یہ فطرت کا تقاضا ہے اور اس سے آگے بڑھئے، ایک شخص انتہائی پریشان حال ہے، غم والم سے دوچار ہے، اب اگر وہ شخص کسی سے ہنگامی مدد کا طالب ہوگا، تو وہ جس سے بھی مدد طلب کرے گا اس میں گریہ وزاری اور الحاح کی کیفیت زیادہ ہوگی۔

یہ ایک مثال ہے اس حقیقت کو سمجھنے کیلئے کہ ہر وہ شخص جو گڑگڑاتے ہوئے، منت و سماجت کی قبولیت میں معین و مددگار ثابت ہوگا، اسی لئے نبی رحمت ﷺ نے اس حقیقت سے اپنی امت کو باخبر فرمادیا۔

عائشہؓ قالت قال رسول اللّٰہ ﷺ ان اللّٰہ تعالیٰ یحب الملحین فی الدعا۔ (ذکر الاوزاعی عن الزہری عن عروۃ)

بے شک اللہ تعالیٰ دعاء میں گریہ وزاری کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں۔

اللہ کے حضور آہ و بکا کرنا، اس کو اپنا بنانے کیلئے اس کے سامنے اپنے آپ کو کمتر ظاہر کرنا اور ندامت و شرمندگی کے احساس کے ساتھ اپنے گناہوں اور خطاؤں کے اعتراف کے ساتھ اپنی آنکھوں سے حقیقی معنی میں آنسو بہانا اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے، تنہائیوں میں اللہ کے جو بندے اللہ کو یاد کرتے ہیں اپنی آنکھوں سے آنسو بہادیتے ہیں وہ ان خوش نصیبوں میں داخل ہیں جنہیں قیامت کے دن خصوصی سایہ نصیب ہوگا جس سایہ سے اکثر لوگ محروم ہوں گے۔

دعا کے وقت دل کی حالت

جس طرح نماز کی حالت میں نمازی کے دل میں اس احساس وشعور کا ہونا مستحسن ہے کہ وہ ایک زبردست اللہ کے سامنے کھڑا ہے اور وہ اس کو دیکھ رہا ہے، اور اس کی عظمت و کبریائی کا اعتراف دل میں ہونا چاہیے بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتے ہوئے ایک طرف یہ احساس پوری طرح ہونی چاہیے کہ میں ایک محتاج وکمترین انسان ہوں، میرا وجود اسی کے ارادہ پر موقوف ہے، میں اب جس حالت میں ہوں وہ اسی کے احسان وفضل کا نتیجہ ہے، میری صحت وتندرستی' میری قوت وطاقت' میری عزت و رفعت' میری صلاحیت واستعداد' میری کامیابی وکامرانی کے پیچھے اسی کا ارادہ اور اسی کی طاقت کام کررہی ہے، میں کچھ نہیں اسی کا بنایا ہوا ایک جسم ہوں جس کو اس نے انسان کا نام دیا، میں ایک کمزور وناتوان انسان ہوں میرا ظاہر بھی محتاج ہے اور میری محتاجی کا اظہار کررہا ہے کہ میرے دونوں ہاتھ اس کے سامنے اٹھے ہوئے ہیں اور میری نگاہیں اسی پر لگی ہوئی ہیں کہ وہ مجھ کو دینے والا ہے اور میرا باطن بھی اسی کا محتاج ہے اور میری دماغی فکر اور ذہنی سوچ اور دل کا فیصلہ پورے یقین کے ساتھ خاموش انداز میں یہی کہہ رہے ہیں کہ ہم سب محتاج ہیں' ہم اپنی زندگی کی پہلی سانس سے لے کر آخری سانس تک اسی کے محتاج ونیازمند ہیں۔اور دوسری طرف یہ شعور بھی زندہ رہے کہ میں جس سے مانگ رہا ہوں وہ بے نیاز اور زبردست طاقت والا ہے' وہی عظمت اور بڑائی والا ہے،اس کے دربار میں کسی چیز کی کمی نہیں ہے، وہ ایسا زندہ ہے کہ کبھی فنا نہیں ہوتا وہ ایسا بیدار ہے کہ کبھی نیند نہیں آتی، اس کی رحمت نے ہر چیز کو اپنے احاطہ میں لے رکھا ہے، میں اس کا غلام اور بندہ ہوں، وہ میرا آقا اور مالک ہے' میں اس کے در کا سائل ہوں، وہ میری طرف سخاوت کا ہاتھ بلند کرنے والا ہے' میں اس کی مخلوقات میں سے ایک ناقص اور کمتر مخلوق ہوں وہ میرا حقیقی خالق ہے جس کے ارادہ نے میرا وجود بخشا'

میں ایک گنہ گار اور اس کی بارگاہ کا مجرم ہوں، جرائم و معاصی کا انبار لئے ندامت کے ساتھ یہ آرزو لئے اس کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں کہ وہ غفار (بخشنے والا) ہے وہ اپنے فضل سے میرے بارے میں مغفور (بخشا ہوا) کا مہر لگا دے گا۔ میری زندگی عیوب و نقائص سے پر ہے اور وہ ستار العیوب (عیبوں کی پردہ پوشی کرنے والا) ہے، وہ اکبر (سب سے بڑا) ہے اور میں اصغر (سب سے چھوٹا) ہوں، وہ کامل ہے اور میں ناقص ہوں وہ زندۂ جاوید رب ہے اور میری اگلی سانس کا کوئی بھروسہ نہیں' وہ ہر چیز سے باخبر ہے اور میں ساری چیزوں سے بے خبر ہوں' وہ سمندر ہے، میں قطرہ سے بھی کم ہوں' وہ دے کر خوش ہوتا ہے اور میں لے کر خوش ہوتا ہوں۔

جب اس قسم کے صالح احساسات کیساتھ کوئی بندہ اپنے رب کو پورے درد و کرب سے پکارے تو اس کی مخلصانہ دعا کے مقبول ہونے میں ایک فی صد بھی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہے گی۔

خوشحالی میں دعا کی کثرت

امت کا عام طبقہ اس غلط فہمی کا شکار ہے کہ صرف ناکامی و نامرادی' ذلت و رسوائی' قید و بند کی صعوبت' افلاس و تنگدستی' نقصان و خسارہ' ناامیدی و مایوسی' فتنے و فسادات' بیماری و حیرانی اور حادثات و مصائب ہی کے وقت دعا کرنی چاہیے، چنانچہ آج کل لوگ صرف اسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوتے ہیں اور گڑ گڑا کر دعا مانگتے ہیں جب کہ وہ مذکورہ ناگفتہ بہ حالات سے دوچار ہوتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کامیاب و بامراد ہو جاتے ہیں' عزت و رفعت نصیب ہوتی ہے' آزاد اور خوشحال ہو جاتے ہیں آرام و راحت کے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں، نفع اور فائدہ کا سلسلہ جاری رہتا ہے' صحت و تندرستی نصیب ہو جاتی ہے اور امن و سلامتی کی راہیں کھل جاتی ہیں تو ایسے ہو جاتے ہیں جیسے ماضی میں انہوں نے کبھی اپنے رب کے سامنے اپنے ہاتھ اٹھائے ہی نہیں تھے۔

ان تمام خوشگوار حالات میں ایسے محسوس ہوتا ہے کہ اب یہ کسی کے محتاج نہیں ہیں اور ان کے ظاہری احوال سے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا اپنے پروردگار سے دعاء کرنا معیوب بات ہے (نعوذ باللہ) یہ ایمان کی کمزوری بلکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بے وفائی کی علامت ہے کہ غم والم میں تو اس کو پکارا لیکن حالات کے کروٹ بدلتے ہی اس سے دور اور کنارہ کش ہو جاتے ہیں، اسی مرض کو دور کرنے کیلئے نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا عن ابی هريرة من سره ان يستجيب الله له عند الشدائد فليكثر الدعاء فی الرخاء جو کوئی یہ چاہے کہ پریشانیوں اور تنگیوں کے وقت اللہ تعالیٰ اس کی دعاء کو قبول فرمائے اس کو چاہیے کہ عافیت اور خوش حالی کے زمانہ میں دعاء زیادہ کیا کرے، صرف پریشانی اور مصیبت کیوقت ہی اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہونا اور اس وقت اس کے سامنے گڑ گڑانا، خوشحالی اور آرام کے لمحات میں اس حقیقی پروردگار کو بھول جانا اور اس سے بے نیازی کا سا معاملہ کرنا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ اسکا اپنے پروردگار سے رابطہ اور تعلق انتہائی کمزور ہے اللہ تعالیٰ کے جو بندے ہر حال میں اسی رب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اسی سے مانگتے رہتے ہیں، خوشی اور غم، نفع اور نقصان، صحت اور بیماری اور خوشحالی و تنگدستی بہر صورت اسی کی طرف متوجہ رہتے ہیں ان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے قوی ترین ہوتا ہے اور قدرتی طور پر ان کی دعاء میں جان ہوتی ہے۔

دعاء مصیبت سے پہلے بھی

عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ان الدعاء ينفع مما نزل ومما لم ينزل فعليكم عباداللہ با لدعاء (ترمذی) یہ حدیث پچھلے مضمون ہی کی تائید کرتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دعا کارآمد اور نفع مند ہوتی ہے ان حوادث میں بھی جو نازل ہو چکے ہیں اور ان میں بھی جو ابھی نازل نہیں ہوئے' پس اے خدا کے بندو! دعاء کا اہتمام کرو، آپ ﷺ نے اپنی پیاری امت کو یہ پیغام عظیم دیا ہے کہ جو بلا

اور مصیبت ابھی نازل نہیں ہوئی بلکہ اس کا صرف خوف اور اندیشہ ہے صرف اندیشہ اور خطرہ کے موقع پر بھی اللہ کے بندوں کو اپنے حقیقی پروردگار سے یوں دعا کرنا چاہیے کہ اے اللہ! فلاں بلا اور مصیبت سے ہماری حفاظت فرما جس کا خطرہ اور اندیشہ ہے۔

ایسے موقع پر کی جانے والی دعاء بھی فائدہ مند ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دعا کی برکت سے ممکنہ بلا اور مصیبت سے اس کو نجات عطا فرماتے ہیں۔ اسی طرح جب کوئی بلا اور میصبت نازل ہوجائے اس بلا اور مصیبت کے آجانے کے بعد یہ کہہ کر خاموش نہیں رہ جانا چاہیے کہ اب تو بلا اور مصیبت آ ہی گئی اب کیوں دعا کریں، بلکہ ایسے خطرناک اور ہولناک موقع پر بھی اللہ تعالیٰ سے دعاء کرنی چاہیے کہ اے اللہ! اس بلا اور مصیبت کو دفع فرمادے نبی رحمت ﷺ نے بشارت دی کہ آئی ہوئی بلا اور مصیبت کو ٹالنے اور دفع کرنے میں بھی دعاء فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔ بلا اور مصیبت کے آنے کے بعد دعا سے سبکدوش ہوجانا اس بات کی علامت ہے کہ اب وہ اپنے پروردگار سے (نعوذ باللہ) ناامید ہوچکا ہے۔

بیقراری دعا کی روح ہے

یہ ایک فطری بات ہے کہ جو مضطرب، بے چین، پریشان حال، بے تاب اور آزردہ ہوتا ہے ہر ہمدرد و غمخوار اور نرم گوشہ رکھنے والا انسان اس کی طرف رحم و کرم کی نگاہوں سے دیکھتا ہے' اور اس بے چین انسان کی بے چینی اس ہمدرد انسان کو بے چین کردیتی ہے یہاں تک کہ وہ ہمدرد انسان اس کی طرف اپنا نیک قدم بڑھاتا ہے اور اس وقت تک اس کو چین نہیں آتا جب تک وہ اس بے چین انسان کی بے چینی کو دور نہ کردے، جس رب نے انسان کو ایسی حسین فطرت والا بنایا ہے، اب اندازہ لگایئے کہ اس رب میں کتنی مہربانی اور نرمی ہوگی، نرمی اور غمخواری کا جذبہ انسان میں ودیعت کرنے والا خود کتنا بڑا محسن، نرم و مہربان ہوگا؟ اس کا تصور حقیقی معنی میں ایک چھوٹا سا بھیجہ نہیں

کر سکتا، جب ایک انسان کسی بے چین کی بے چینی کو دیکھ کر بے تاب ہو جاتا ہے تو پھر اس رب کے بارے میں قرآن مجید یوں کہتا ہے اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ یَکْشِفُ السُّوْء کون ہے وہ جو پریشان حال کی دعا کو قبول کرے جب کہ وہ اس کو پکارے اور اس کی پریشانی کو دور کردے وہ ایک ہی اللہ ہے جو رحمان و رحیم، علیم و خبیر غفا روستار، خالق و مالک اور روف و رحیم ہے۔

اسی لئے دعاء میں یہ مطلوب ہے کہ بندہ اپنے پروردگار پر کامل یقین رکھے کہ وہ میری اس دعاء کو سن رہا ہے اور وہ میری پریشانی کو ضرور دور کردے گا اور میری ہر ضرورت کو پورا کردے گا اور ساتھ ہی بندہ اپنی سخت محتاجی اور کامل بے بسی کا احساس رکھتے ہوئے دعا کرے، اس کے طرز عمل سے حقیقتاً یہ محسوس ہوگا کہ واقعی وہ مضطر، بے چین، قابل رحم اور بے تاب انسان ہے۔

انبیاء و اصفیاء کی تاریخ بتاتی ہے کہ جب بھی یہ اپنی اپنی قوموں کی وجہ سے بے چین اور اضطرار کی کیفیت سے دو چار ہوئے، انہوں نے اپنی بے بسی اور بے چارگی کا اظہار اللہ کے سامنے کیا اور اسی وقت اللہ کی مدد نے ان کی طرف اپنا قدم بڑھایا، رحمت نے ان پر سایہ کیا اور نجات اور کامرانی انہیں نصیب ہوئی۔

دعا کے وقت توجہ اور یقین ہو

دعاء کی بنیاد یقین پر ہے اگر بندۂ مومن دعا کر رہا ہے لیکن اسکو اس بات کا یقین نہیں ہے کہ اس کا پروردگار اس کو اس کی مانگی ہوئی چیز دے گا یا نہیں؟ تو ظاہر ہے کہ وہ ایک ایسی عمارت تعمیر کر رہا ہے جس کی بنیاد ہی نہیں ہے اور بے بنیاد تعمیر کسی بھی لمحہ منہدم ہوسکتی ہے، جس طرح بکری کی زندگی کیلئے بھیڑیئے کا وجود باعث خطرہ ہے اسی طرح دعا کی قبولیت اور نافعیت کے لئے شک اور تذبذب انتہائی خطرہ کا باعث ہے اسی لئے تو پیارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا عن ابی ھریرۃ ؓ قال قال رسول اللہ ﷺ اذا دعا احدکم اللھم

اغفرلی ان شئت وارحمنی ان شئت وارزقنی ان شئت و لیعزم مسئلته ان یفعل مایشاء و لا مکر ہ له حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی دعاء کرے تو اس طرح نہ کہے کہ اے اللہ! تو اگر چاہے تو مجھے بخشدے اور تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما اور تو چاہے تو مجھے روزی دے بلکہ اپنی طرف سے عزم اور قطعیت کیساتھ اللہ کے حضور میں اپنی مانگ رکھے بے شک وہ کرے گا وہ جو چاہے گا، کوئی ایسا نہیں جو زور ڈال کر اس سے وہ کام کرا سکے، یہ حدیث بتا رہی ہے کہ بندۂ مومن کی عاجزی' اور فقیری کا تقاضا یہی ہے کہ وہ اپنے رب کریم سے بغیر کسی شک و تذبذب کے اپنی حاجتیں اور ضرورتیں مانگے اگر وہ اپنی دعاء میں ان شئت (اگر تو چاہے) کا جملہ داخل کر رہا ہے تو اس سے بے نیازی جھانک رہی ہے اور بے نیازی بندہ کی بندگی کے خلاف ہے، اگر وہ اپنی دعا میں ان شئت کا جملہ بڑھا رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی دعا کو بے جان بنا رہا ہے، اسی لئے ترمذی نے حضرت ابو ہریرۃؓ سے یہ حدیث نقل کی ہے عن ابی هريرة ؓ قال قال رسول الله ﷺ ادعو الله و انتم موقنون بالاجابة واعلموا ان الله لا يستجيب دعاء من قلب غافل لاه (ترمذی)

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ سے مانگو اور دعاء کرو تو اس یقین کے ساتھ کرو کہ وہ ضرور قبول کرے گا اور عطا فرمائے گا اور جان لو کہ اللہ اس کی دعاء قبول نہیں کرتا جس کا دل (دعاء کے وقت) اللہ سے غافل اور بے پرواہ ہو۔

یہ حدیث ہر دعاء کرنے والے کو یہ پیغام دے رہی ہے کہ دعا کے وقت ایک طرف تو ضروری ہے کہ بندہ اپنی توجہ پوری طرح اللہ تعالیٰ کی طرف رکھے، یہ نہیں کہ ہاتھ اٹھا ہوا ہو دعاء کے لئے اور خیالات ادھر ادھر ہوں، تھوڑی دیر کے لئے یہ تصور کیجیے کہ اگر کسی بڑے عہدیدار کے سامنے کوئی درخواست پیش کر رہا ہو تو اس وقت اسکی توجہ کس طرح اس عہدیدار کی طرف لگی ہوئی ہوتی ہے' دل و دماغ ' کان اور آنکھ اسی کی طرف لگے

ہوئے ہوتے ہیں، جب ہم اپنے پروردگار کے سامنے اپنی درخواست پیش کر رہے ہوں تو ہمیں بدرجۂ اولی ہر اعتبار سے اپنی توجہ اسی کی طرف رکھنی چاہیے' اسی لئے سرکار دو عالمﷺ نے تنبیہ فرمادی کہ غافل و لاپرواہ دل سے نکلی ہوئی دعاء قبول نہیں ہوتی اور دوسری طرف سرکار دو عالمﷺ نے اس طرف بھی توجہ دلائی کہ دعاء کرتے ہوئے بندہ کے دل میں یقین کی کیفیت ہونی چاہیے کہ میں میرے پروردگار سے مانگ رہا ہوں وہ مجھے ضرور دے گا ایسے اوقات میں شیطان شکوک و شبہات پیدا کرتا ہے، اس کے وسوسوں سے بچنے کی تدبیر کرلینا چاہیے۔

آج کل اس قسم کے مشاہدے آنکھوں کے سامنے آتے ہیں کہ لوگ اجتماعی دعاؤں میں خصوصاً اور انفرادی دعاوں میں عموماً دعاء کرتے ہوئے ادھر ادھر دیکھتے ہیں یا کچھ سوچتے رہتے ہیں، دعاء کرنے والا دعا کرتے رہتا ہے اور آمین کہنے والا اتنی لا پرواہی اور اکتاہٹ کے ساتھ آمین کہتا ہے گویا ایسے محسوس ہوتا ہے کہ کسی دباو کے تحت یہ دعاء کر رہا ہے، اللہ تعالیٰ اس لا پرواہی سے ہماری حفاظت فرمائے۔

دعا میں جلد بازی کی ممانعت

انسان کے بارے میں قرآن مجید نے جو حقائق بیان کئے ہیں ان میں سے ایک تو یہ بیان کیا کہ انسان سخت ظالم اور سخت جاہل ہے' اور دوسری بات یہ بھی بیان کی کہ انسان کمزور و ناتوان ہے، اور تیسری بات یہ کہی کہ وکان الانسان عجولا انسان بڑا جلد باز واقع ہوا ہے، انسان کی کمزوری انسان کو صبر سے دور رکھتی ہے جس کے نتیجہ میں وہ جلد بازی کرتا ہے، اس کی جلد بازی اس کو مجبور کرتی ہے کہ اس کے ارادے اور منصوبے منٹوں میں پایۂ تکمیل کو پہنچ جائیں' حالانکہ وہ خود اس کے ارادوں اور منصوبوں کے پیچھے موجود حکمت سے ناواقف اور جاہل ہوتا ہے، اسے ہرگز اس بات کا علم نہیں ہوتا کہ جو چیز وہ مانگ رہا ہے وہ اگر فوراً عطا کردی جائے تو وہ خود اس کے لئے نقصان دہ ہے' اسی

حکمت سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اس انسان کوظلوم وجہول کہا گیا۔

وہ لوگ جو دعاء کی قبولیت میں جلد بازی کے خوگر ہوتے ہیں اوران کے دلوں میں اس آرزو اورتمنا کا غلبہ ہوتا ہے کہ ان کی یہ دعا قبول ہوجائے انہیں سب سے پہلے اس حقیقت کو ہمیشہ مستحضر رکھنا چاہیے کہ دعاء درحقیقت بندے کی طرف سے اپنے حقیقی خالق ومعبود کی بارگاہ میں ایک درخواست کی پیشی ہے' اور مانگنے والے کا علم بالکل ناقص ہے وہ مستقبل کے حقائق سے تو دور کی بات ہے اپنے حال سے بھی وہ پوری طرح واقف نہیں ہے اور جس سے مانگا جارہا ہے وہ واللّٰہ بکل شیئ علیم ہر چیز کا پوری طرح اس کو علم ہے، وہ ماضی کے احوال سے، حال کے تقاضوں سے اور مستقبل کی حکمتوں سے پوری طرح آگاہ ہے، اس کو معلوم ہے کہ کونسا کام کب فائدہ مند ہے اور کونسی چیز کس کے لئے نفع بخش ہے؟ کونسی چیز دیر سے آئے تو درست ہے اور کونسی چیز جلد ملے تو خسارے کا باعث، اس لئے دعا کرنے والے کو اپنے ذہن میں یہ بات رکھنی چاہیے کہ مانگنا میرا کام ہے میں صرف مانگ سکتا ہوں' جو چیز مانگی جارہی ہے اس کی مقدار اور اسکی مناسب مدت اور اس کے پیچھے جتنی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں ان سے صرف اور صرف وہی واقف ہے وہ جب چاہے دے جب چاہے نہ دے، جسے چاہے دے جسے چاہے نہ دے عام انسانوں کی یہ فطرت ہے کہ جب نعمت سے سرشار ہوتے ہیں تو خوشی میں پھولے نہیں سماتے اور جب نعمت سے محرومی ہوجاتی ہے تو مایوسی کے دروازے پر کھڑے ہوکر واویلا مچانے لگتے ہیں، یہ طبیعت ایک عام انسان کی ہوتی ہے لیکن ایک مومن ومسلمان کی شان یہ ہونی چاہیے کہ وہ اللہ کے ہر فیصلہ پر راضی اور خوش ہو بعض مرتبہ انسان کی جلد بازی ہی اس کی محرومی کا باعث بن جاتی ہے عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللّٰہ یستجاب لاحدکم ما لم یعجل فیقول قد دعوت فلم یستجب لی (بخاری و مسلم) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری دعائیں اس وقت تک قابل قبول ہوتی ہیں جب تک کہ جلد بازی سے کام نہ لیا جائے (جلد بازی یہ

ہے) کہ بندہ کہنے لگے کہ میں نے دعا کی تھی مگر وہ قبول ہی نہیں ہوئی ۔

جس جلد بازی کو اپنی نادانی کی وجہ سے بندہ دعا کی قبولیت کا ذریعہ سمجھتا ہے وہی جلد بازی دعا کی قبولیت سے محرومی کا ذریعہ بن جاتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ سے صرف ایک دو مرتبہ مانگ کر خاموش نہ ہوجائے بلکہ مانگتا رہے اور یقین رکھے کہ وہ ارحم الراحمین دیر سویر ضرور اس کی طرف متوجہ ہوگا۔

یہاں ایک لطیف نکتہ یہ بھی ذہن میں رہنا چاہیے کہ کبھی کبھی اللہ کے نیک بندے اخلاص اور بے چینی و بیتابی کے ساتھ دعا کرتے رہتے ہیں لیکن ان کی یہ دعا جلدی قبول نہیں کی جاتی ایسے موقعوں پر یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر مہربانی نہیں فرمارہے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو ان بندوں کی یہ شکل وصورت ،بیقراری و بے تابی کا انداز اتنا محبوب و پسندیدہ لگتا ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ یہ اس طرح دعا کرتے رہیں اور یہ اخروی اعتبار سے ترقی کرتے رہیں اور اس مخلصانہ دعا کے ذریعہ رب ذوالجلال کا تقرب (نزدیکی) حاصل کرتے رہیں ، حاصل کلام یہی نکلا کہ بعض مرتبہ دعا کا فوراً قبول نہ ہونا بھی ایک عاجز بندہ کیلئے باعث نقصان یا محرومی نہیں بلکہ ترقی وتقرب الٰہی کا سبب ہوتا ہے۔

دعا کا دروازہ رحمت کا دروازہ ہے

ہم اگر اپنی زندگی کے چند لمحات اس حقیقت پر غور کرنے کے لئے فارغ کرلیں کہ جب سے ہمارے اندر شعور واحساس جاگا ہے اس وقت سے زندگی میں کتنے حسین وقبیح (اچھے اور برے) حالات آتے گئے ، کتنے فوائد اور نقصانات کے عجیب وغریب مناظر ہم نے اپنی زندگی میں دیکھے‘ عزت و رفعت ، ذلت وپستی کے کتنے آثار ہم نے اپنے اوپر گزرے دیکھے ہیں، گزرے ہوئے ان لمحات میں ہم کو اپنے پروردگار سے دعاء کرنے کی کتنے بار توفیق ہوئی اور کتنے بار نہیں ہوئی اور ہم نے اپنی زندگی میں کتنے دن ایسے گزارے ہیں جن دنوں میں ہم نے پوری یکسوئی اور دل جمعی سے اپنے پروردگار

سے دعا ہی نہیں مانگی اور حیران و پریشان پھرتے رہے اپنے تمام احوال کا جائزہ لینے کے بعد اس حدیث کو پڑھنا چاہیے

عن ابن عمرؓ قال قال رسول الله ﷺ من فتح له باب الدعاء فتحت له ابواب الرحمة (ترمذی)

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے لئے دعا کا دروازہ کھولا گیا اس کے لئے رحمت کا رروازہ کھولا گیا۔

دعاء اور دوا

جس رب ذوالجلال نے کسی جاندار کی زندگی کو ختم کرنے والا زہر پیدا کیا، اسی نے اس زہر کی قوت کو زائل کرنے والا تریاق بھی پیدا کیا جس خدا نے سانپ میں زہریلا مادہ رکھا اسی خدا نے ایک مخصوص درخت کی جڑ میں اس کے زہر کو ختم کرنے کی صلاحیت بھی رکھی اسی حقیقت کو نبی کریم ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا عن ابی هريرةؓ عن النبی ﷺ انه قال ما انزل الله داء الا انزل له شفاء (بخاری) حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نازل نہیں کی جس کریم رب نے بیماری کا وجود بخشا اسی نے شفا کا وجود بھی بخشا ہے۔

اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اب ہمیں ایک اور حقیقت کو پانا ہے جس سے وہ دنیا محروم ہے جس کی نظر مادیت تک محدود ہے دنیا جس مادیت کی بلندی کو انتہا سمجھتی ہے ہم اہل ایمان اپنی روحانی قوتوں سے ببانگ دہل یہ اعلان کریں گے کہ وہ ہماری ابتدا سے بھی پہلے کی چیز ہے، ہم اتنی سطحی فکر والے نہیں ہیں، ہر بیماری کے پیچھے مادہ پرستوں کی نظر ظاہری اسباب کی طرف جاتی ہے مگر ہم اہل ایمان یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ اس بیماری کا ظاہری سبب بھلے کچھ ہو اس کا حقیقی اور باطنی سبب تو ارادۂ الٰہی ہے دنیا کا کوئی انسان بیماری کا شکار ہوا ہے تو اس میں ارادۂ الٰہی پوشیدہ ہے جب اسی کے ارادہ سے

وہ بیمار ہوا ہے تو اسی کے ارادے سے وہ صحتمند بھی ہوسکتا ہے' اس لئے وہ پورے یقین کے ساتھ یہ کہہ اٹھتا ہے کہ کسی بھی بیماری کے لئے نافع دوا دعا سے بڑھ کر کوئی اور چیز ہرگز نہیں ہے۔

اسی لئے ایک مومن ظاہری سببِ مرض کی وجہ سے ظاہری طور پر علاج معالجہ کے لئے ڈاکٹر سے رجوع ہوتا ہے اور حقیقی اور باطنی سبب اور ذریعہ چونکہ ارادۂ الٰہی ہے اسی لئے وہ اس کی بارگاہ میں پہنچ کر دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! آپ نے اپنے ارادہ سے مجھے بیمار بنایا ہے پھر اپنے ہی ارادہ سے مجھے صحتمند بنا دیجئے، دعا بلاوں' بیماریوں، مصیبتوں اور حادثوں کے ازالہ کے لئے ایک طاقتور آلہ اور ہتھیار ہے جس سے کروڑوں انسان شفایاب ہوتے ہیں۔

دعا کو بیماری سے نجات کا ذریعہ اور سبب بنالینے کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ ڈاکٹری یا یونانی علاج سے گریز و پرہیز کریں اور دعاء ہی پر اکتفاء کرلیں بلکہ ایک مومن اور غیر مومن میں فرق یہ رہے گا کہ بیماری یا کسی بلا کے آتے ہی مومن کی نظر اولین رب ذوالجلال پر جائے جب کہ ایک غیر مومن کی سطحی نظر صرف ڈاکٹر یا طبیب کی طرف جاتی ہے۔

مومن کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ وہ ان موقعوں پر اپنی نظر رب ذوالجلال پر رکھے کہ وہی شفا دینے والا ہے اور اس سے اپنی صحت و تندرستی کی دعاء کرتا رہے اور اسباب کے پیرائے میں علاج معالجہ میں بھی پیچھے نہ رہے۔

حرام کھانے اور پہننے والوں کی دعائیں

دوران ملاقات اور گفتگو ہم بارہا مختلف قسم کے لوگوں سے اس قسم کی باتیں سنتے ہیں کہ ہم نے تو سنا ہے کہ تہجد کے وقت کی دعاء قبول ہوتی ہے مگر ہم عرصہ سے اس وقت دعا کر رہے ہیں مگر ہماری دعا قبول نہیں ہوئی، ہم نے تو سنا تھا کہ سفر کی حالت میں دعا قبول ہوتی ہے ہم نے سفر کے دوران بھی دعا کی مگر ہماری دعاء قبول نہیں ہوئی اس قسم کے جملے مختلف طریقوں

سے لوگوں سے سننے کو بار ہا ملتے ہیں ۔ایسے لوگوں کی نظر اس حدیث کی طرف جانی چاہیے تا کہ یہ دعا کے قبول نہ ہونے کی صورت میں اس قسم کے جملے کہنے کی ضرورت محسوس نہ کریں

عن ابی هریرة ؓ قال قال رسول الله ﷺ یا یها ا لنّاس انّ اللّٰه طیب لا یقبل الا طیبا و ان اللّٰه امر المومنین بما امر به المرسلین فقال یا ایها الرسل کلوا من طیّبات ما رزقناکم ثم ذکر الرّجل یطیل السفر اشعث اغبر یمد یدیه الی السّماء یار ب یارب و مطعمه حرام و مشربه حرام وملبسه حرام و غذّی باا لحرام فانّی یستجاب لذالك (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے وہ صرف پاک ہی کو قبول کرتا ہے اور اس نے اس بارے میں جو حکم اپنے پیغمبروں کو دیا ہے وہی اپنے سب مومن بندوں کو دیا ہے ، پیغمبروں کیلئے اس کا ارشاد ہے ، اے رسولو !تم کھاؤ پاک اور حلال غذا اور عمل کرو صالح ، میں خوب جانتا ہوں تمہارے اعمال ، اور اہل ایمان کو مخاطب کر کے اس نے فرمایا ہے کہ اے ایمان والو! تم ہمارے رزق میں سے حلال اور طیب کھاؤ (اور حرام سے بچو) اسکے بعد حضور ﷺ نے ذکر فرمایا ایک ایسے آدمی کا جو طویل سفر کر کے (کسی مقدس مقام پر) ایسی حالت میں جاتا ہے کہ اس کے بال پراگندہ ہیں اور جسم اور کپڑوں پر گرد وغبار ہے اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کے دعاء کرتا ہے اے میرے رب !اے میرے پروردگار ! اور حالت یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام ہے اس کا پینا حرام ہے اس کا لباس بھی حرام ہے اور حرام غذا سے اس کا نشو ونما ہوا تو اس آدمی کی دعاء کیسے قبول ہوگی ؟۔

اس حدیث پاک نے شکوہ وشکایت کے سارے ہی دروازوں کو بند کر دیا ہے،اور دعاء کی عدم قبولیت پر اٹھنے والے سارے اعتراضات کا قلع قمع کر دیا ہے اور یہ اطمینان دل مومن کو دیا ہے کہ حلال اور پاکیزہ کمائی کے دائرہ میں رہنے والوں کی دعاء ہی مقبول ہوتی ہے، اس حدیث کے پڑھنے کے بعد کسی مرد مومن کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ حرام غذاؤں کا استعمال

کرتے ہوئے حرام کمائی کے کپڑے پہنتے ہوئے اپنی دعاء کی مقبولیت کی امید اور توقع اپنے اس رب سے رکھے جس نے اس کو ان چیزوں سے بچنے کا حکم دیا۔

بددعاء نہ کیجئے۔

یہ ہم سب کا مشاہدہ ہے کہ عموماً مرد حضرات اور خصوصاً عورتیں جب کسی سے ناراض ہوجاتے ہیں یا کسی سے ان کو تکلیف پہنچتی ہے یا کوئی ان کے حق کو پامال کردیتا ہے یا کوئی ان کو ذہنی یا جسمانی اذیت پہنچاتا ہے یا اس قسم کا کوئی واقعہ کسی سے سرزد ہوجاتا ہے جو ان کی طبیعت اور مزاج کے خلاف ہو تو ایسے موقع پر صبر اور تحمل کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنے کے بجائے وہ بے صبری کا رویّہ اختیار کرتے ہوئے اپنے مدمقابل کے بارے میں بددعائیں کرنے لگتے ہیں ، باپ اپنی اولاد سے ناراض ہوکر ایسی ایسی دعائیں کرنے لگ جاتا ہے کہ اگر وہ دعاء قبول ہوجائے تو خود دعاء کرنے والا رونے پیٹنے اور غم کرنے لگ جائے ، ماں اپنی اولاد کی نافرمانی اور انکی شرارتوں کی وجہ سے اس قدر نالاں اور ناراض ہوجاتی ہے کہ اپنی اولاد کو کوسنے لگتی ہے اور ایسے ایسے جملہ کہہ بیٹھتی ہے کہ اگر اس کے ان جملوں کے مطابق حقیقت میں وہ چیز ہوجائے تو وہ خود واویلا کرنے لگ جائے ، جیسا کہ بعض مائیں اپنی اولاد کی ضد ، ہٹ دھرمی ، شرارت اور نافرمانی پر ناراض ہوکر ان کی موت کی دعاء کردیتی ہیں ، ایسی بددعائیں اگر اللہ کے ہاں قبول ہوجائیں تو پھر ماتم کرنے لگتی ہیں اور واویلا مچانے لگتی ہیں ، حالانکہ خود انہوں نے ہی ان کی موت کی دعا کی تھی ، اور بعض لوگ خود اپنے اوپر بھی ملامت کرتے ہیں اور اپنے حالات کی تنگی یا اپنے اوپر آئی ہوئی مصیبتوں پر بے قابو ہوکر خود اپنے اوپر بددعاء کرنے لگتے ہیں ، ایسے ہی مردوں اور عورتوں کے بارے میں پیارے حبیب ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا : عـــــن جابر ؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لا تدعوا علٰی انفسکم ولا تدعوا علی اولادکم ولا تدعوا علٰی اموالکم لا توافقوا من اللّٰہ ساعۃ یسأل فیھا عطاء

فیستجیب لکم ﴿مسلم شریف﴾ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کبھی اپنے حق میں یا اپنی اولاد اور مال وجائیداد کے حق میں بددعاء نہ کرو، مبادا وہ وقت دعاء کی قبولیت کا ہو، اور تمہاری وہ دعاء اللہ تعالیٰ قبول فرمالے (جس کے نتیجہ میں خود تم پر یا تمہاری اولاد یا مال وجائیداد پر کوئی آفت آجائے)۔

موت کی دعاء نہ کیجئے

اسی طرح بعض لوگ اپنی مومنانہ شان پر رہتے ہوئے صبر کرنے کے بجائے کسی تکلیف اور پریشانی سے تنگ آکر اپنے لئے موت کی دعاء کرنے لگتے ہیں، حالانکہ حضور ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

عن ابی ہریرہؓ قال قال رسول اللّٰہ لا یتمنّی احدکم الموت ولا یدع بہ من قبل ان یاتیہ انّہ اذا مات انقطع عملہ انہ لا یزید المومن عمرہ الّا خیرا۔ (مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی اپنی موت کی تمنا نہ کرے، نہ جلد موت آنے کے لئے اللہ سے دعاء کرے، کیونکہ جب موت آجائے گی تو عمل کا سلسلہ منقطع ہوجائے گا، اور اللہ کی رضا اور رحمت حاصل کرنے والا کوئی عمل بندہ نہیں کرسکے گا، (جو عمل بھی کیا جاسکتا ہے جیتے جی ہی کیا جاسکتا ہے) اور بندۂ مومن کی عمر تو اس کے لئے خیر ہی میں اضافہ اور ترقی کا وسیلہ ہے، (اس لئے موت کی تمنّا اور دعا کرنا بڑی غلطی ہے)

زندگی کے یہ قیمتی لمحات جن میں آدمی اپنی نیکیوں کے ذریعہ اجر وثواب پاکر اللہ کا مقرب بندہ بنتا ہے، اور زندگی کے یہ سنہری مواقع جن میں وہ اپنے ماضی کے کئے ہوئے گناہوں کو توبہ کے ذریعہ دور کردیتا ہے، اور یہ زندگی کے حسین لمحات آخرت کی کامیابی وکامرانی کا ذریعہ ہیں اگر کوئی مومن بندہ اپنی زندگی کے ان قیمتی اور سنہری لمحات ہی کے

دروازے کو بند کردینے کا خواہشمند ہو اور دعاء یہ کر رہا ہو اسکو موت آجائے تو یہ دعا اس کی آخرت کی ناکامی ونامرادی کا ذریعہ ہوگی ، اسی لئے حضور ﷺ نے ایسے دشوار کن مراحل میں اپنی امت کو یہ تعلیم دی اور اتنی گنجائش دعاء میں رکھی گئی کہ وہ یہ کہے کہ اے اللہ! جب میرے لئے موت بہتر ہو تب دنیا سے مجھے اٹھالے عن انس ؓ قال قال رسول اللّٰہ لاتدعوا بالموت ولا تتمنوہ فمن کان داعیا لابدّ فلیقل اللّٰھم ارحمنی ماکان الحیوۃ خیرا لی وتوفنی اذا کانت الوفاۃ خیرا لی،

(نسائی) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ موت کی دعاء اور تمنا نہ کرو اگر کوئی آدمی ایسی دعاء کے لئے مضطر ہی ہو (اور کسی وجہ سے زندگی اس کے لئے دوبھر ہو) تو اللہ کے حضور میں یوں عرض کرے، اے اللہ! جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھ، اور جب میرے لئے موت بہتر ہو تو دنیا سے مجھے اٹھالے۔

غائبانہ دعاء قبول ہوتی ہے

مسلمانوں کی شان اور اسلام کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ جب بھی کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان سے ملاقات کرتا ہے تو صرف اسلامی رشتہ کی بنیاد پر ایک دوسرے کو سب سے پہلے جو تحفہ پیش کرتا ہے وہ دعائیہ کلمات کا تحفہ ہے کہ وہ کسی مسلمان پر نظر پڑتے ہی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتا ہے، بیک وقت ایک مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے حق میں اپنے پروردگار سے سلامتی ، رحمت اور برکت کی دعائیں دے رہا ہے ، گویا ایک مسلمان دوسرے سے ملاقات کا آغاز ہی دعاء سے ہو رہا ہے ، اور مسلمانوں میں عوام وخواص کا یہ معمول مبارک بھی ہیکہ جب ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان سے اپنی گفتگو مکمل کرلیتا ہے تو جدا ہوتے ہوئے وہ اپنا یہ سبق پھر دہراتا ہے اور یاد دلاتا ہے کہ تم مسلمان ہو میں بھی مسلمان ہوں اس طرح تم نے مجھے ملاقات کی ابتداء میں دعائیں دی ہیں اور میرے سامنے مجھ کو دعائیں دی ہیں جب تم مجھ سے جدا ہوجاؤ

اور میری آنکھوں سے دور ہوجاؤ تو غائبانہ میں بھی اپنی دعاؤوں میں یاد رکھنا، اسی لئے اکثر لوگ رخصتی کے سلام کے ساتھ ایک دوسرے کو دعا کی تلقین اور درخواست کرتے ہیں ایسے وقت جب کہ کسی مسلمان نے (چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا امیر ہو یا غریب، آقا ہو یا غلام، شاگرد ہو یا استاد، ماں باپ ہوں یا بیٹا،) دوسرے کو دعاؤوں میں یاد رکھنے کی درخواست کی ہو اور اس نے اس کے جوابات میں ہاں کہہ دیا ہو تو اسکی یہ اخلاقی ذمہ داری ہے کہ واقعی وہ اسکے حق میں جب بھی موقع ہو اس کے لئے دعاء خیر کرتا رہے، اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کسی مسلمان کے سامنے اسکے لئے دعاء کرنے سے زیادہ اسکے غائبانہ میں اسکے لئے دعا کرنے میں اخلاص زیادہ ہوتا ہے، اسی لئے رسول رحمت ﷺ نے غائبانہ دعاء میں خصوصی قبولیت اور برکت کے ہونے کا اظہار فرمایا ہے، چنانچہ عن ابی الدرداءؓ قال قال رسول الله ﷺ دعوة المسلم لاخيه بظهر الغيب مستجابة عند رأسه ملك مؤكل كلما دعا بخير قال الملك المؤكل به امين ولك بمثل (مسلم) حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کی اپنے بھائی کے لئے غائبانہ دعاء قبول ہوتی ہے، اس کے پاس ایک فرشتہ ہے جس کی یہ ڈیوٹی ہے کہ جب وہ اپنے کسی بھائی کیلئے (غائبانہ) کوئی اچھی دعاء کرے تو وہ فرشتہ کہتا ہے کہ تیری دعاء اللہ قبول کرے اور تیرے لئے بھی اسی طرح کا خیر عطا ہو۔

غائبانہ دعاء کا نقد فائدہ دعا کرنے والے کیلئے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین فرشتہ دعاء کرنے والے کے حق میں یہ دعاء کرتا ہے کہ جس مسلمان کے لئے جس بھلائی کی دعاء تونے کی ہے، وہ چیز اسکو بھی ملے اور تجھ کو بھی اسی کے برابر ملے، ظاہر ہے کہ اگر ہم کسی دوسرے مسلمان کے لئے غائبانہ دعاء کررہے ہوں تو یہ دعاء صرف اس کے حق میں نہیں بلکہ ہم بھی اس دعا میں برابر کے شریک ہیں، کتنا پیارا ہے پیارے پیغمبر ﷺ کا پیارا دین جس نے کسی کو محروم ہی نہ رکھا اگلے ایک مضمون میں حضرت ابن عباسؓ کی ایک طویل روایت آرہی ہے جس کے آخری جملہ میں اس حقیقت کو سرکار دو عالم ﷺ نے ظاہر فرمایا کہ پانچ آدمیوں

کی دعاء جو بطور خاص قبول ہوتی ہے ان میں سب سے جلدی قبول ہونے والی دعاء وہ ہے جو مسلمان اپنے کسی بھائی کے لئے غائبانہ دعاء کرتا ہے۔

ماں باپ، مسافر اور مظلوم کی دعاء

وہ ماں باپ جن کے دل میں اپنی اولاد سے دلی محبت اور پیار ہوتا ہے اور اسی محبت والفت اور پیار کی بنیاد پر ان کے دل میں اولاد سے متعلق مختلف آرزوئیں اور تمنائیں دل ہی دل میں میں آتی رہی ہیں اور ان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان کی یہ آرزوئیں اور منصوبے جو اولاد سے متعلق ہیں پایۂ تکمیل کو جلد از جلد پہنچ جائیں، اسی جذبہ کے تحت ماں باپ اپنے حقیقی پروردگار سے اولاد کیلئے پورے خلوص کے ساتھ دعائیں کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان ماں باپ کی مخلص دعاؤں کو قبول فرمالیتے ہیں اسی طرح وہ مسافر جو اپنے گھر اور اپنے وطن سے دور ہو اور دیس میں ہونے کی وجہ سے اس کا دل شکستہ ہو اور اسی دل کی شکستگی کی حالت میں اپنے پروردگار کو پکار رہا ہو تو اللہ تعالی ایسے مسافر کی دعاء بھی قبول فرمالیتے ہیں اور وہ مظلوم بھی اللہ تعالیٰ سے دعاء کرنے کے بعد محروم نہیں رہتا جو کسی ظالم کے پنجہ میں مقید ہو اور اس ظلم کی وجہ سے مضطرب ہو، بے چین اور مجبور ہو تو اللہ تعالیٰ اس مظلوم کی اس پکار کو بھی سن کر اسکی اس پرشانی کو دور کردیتے ہیں انہی تین قسم کے لوگوں کے بارے میں نبی رحمت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن ابی هریرہ قال قال رسول الله ﷺ ثلث دعوات مستجابات لا شك فيهن دعوة الوالد ودعوة المسافر ودعوة المظلوم (ترمذی ابودود ابن ماجه) حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین دعائیں ہیں جو خاص طور سے قبول ہوتی ہیں ان کی قبولیت میں شک ہی نہیں ہے ایک اولاد کے حق میں ماں باپ کی دعاء دوسرے مسافر اور پردیسی کی دعاء تیسرے مظلوم کی دعاء۔

پانچ آدمیوں کی دعائیں

نبی رحمت ﷺ نے مختلف موقعوں پر مختلف قسم کے لوگوں کی دعاؤں کی بطور خاص قبولیت کے بارے میں بشارت دی ہے پیارے پیغمبر ﷺ نے اس ارشاد مبارک میں پانچ آدمیوں کی دعاؤں کی قبولیت کی بشارت دی ہے۔

عن ابن عباسؓ عن النبی ﷺ قال خمس دعوات یستجاب لهن دعوه المظلوم حتی ینتصر ودعوة الحاج حتی یصدر ودعوة المجاهد حتی یفقد ودعوه المریض حتی یبرا ودعوة الاخ لاخیه بظهر الغیب ثم قال واسرع هذه الدعوات اجابة دعوة الا خ بظهر الغیب (بیهقی فی الدعوات الکبیر)

حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ آدمیوں کی دعائیں خاص طور پر قبول ہوتی ہیں، مظلوم کی دعاء جب تک وہ بدلہ نہ لیوے اور حج کرنے والے کی دعاء جب تک وہ لوٹ کے اپنے گھر واپس نہ آجائے اور راہِ خدا میں جہاد کرنے والے کی دعاء جب تک وہ شہید ہو کے دنیا سے لاپتہ نہ ہو جائے اور بیمار کی دعا جب تک وہ شفایاب نہ ہو اور ایک بھائی کی دوسرے بھائی کیلئے غائبانہ دعا، یہ سب بیان فرمانے کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اور ان دعاؤں میں سب سے جلد قبول ہونے والی کسی بھائی کیلئے غائبانہ دعاء ہے۔

ویسے ہر اس شخص کی دعاء اللہ کے ہاں عموماً قبول ہوتی ہے بشرطیکہ دعاء کی قبولیت میں کوئی ایسی چیز اس سے صادر نہ ہو رہی ہو جو رکاوٹ بنتی ہو لیکن بندہ مومن کی بعض خاص حالتیں یا ان کے بعض اعمال اللہ تعالیٰ کو اس قدر محبوب ہوتے ہیں کہ ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت خصوصیت کے ساتھ متوجہ ہوتی ہے اور دعاء کی قبولیت کا خصوصی استحقاق پیدا ہو جاتا ہے، اس لئے مسافروں، حاجیوں، مجاہدوں، بیماروں، مظلوموں اور بیماروں کو اپنی

اپنی حالتوں میں اپنے پروردگار سے دعاء کرنے سے گریز نہیں کرنا چاہیے، بلکہ پیارے پیغمبر ﷺ کی ان بشارتوں کا استحضار ان کے ذہنوں میں ہمیشہ رہنا چاہیے اور موقع بموقع اپنے پروردگار سے اپنے لئے اور اپنے متعلقین کیلئے دعاء کرتے رہنا چاہیے۔

وہ اوقات جن میں دعائیں قبول ہوتی ہیں

یوں تو دعاء کی قبولیت کا بنیادی تعلق بندہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تعلق پر موقوف ہے کہ بندہ جس خصوصی کیفیت کے ساتھ اور جس بے چینی اور اضطراب کے ساتھ اپنے رب کو پکارتا ہے اسی قدر اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے لیکن اسی کے ساتھ ساتھ احادیث شریفہ کے مطالعہ کے بعد یہ بات بھی بطور نتیجہ ملتی ہے کہ دعاوں کی قبولیت کا تعلق اوقات سے بھی ہے، چنانچہ ان اوقات مخصوصہ کی نشاندہی مختلف مواقع پر نبی رحمت ﷺ نے کی ہے، احادیث میں جن اوقات میں دعاؤں کی قبولیت کی بشارت دی گئی ہے ان اوقات کی فہرست یہ ہے۔

﴿۱﴾ رات کا آخری تہائی حصہ وقت تہجد

﴿۲﴾ جب اذان ہو رہی ہو

﴿۳﴾ اذان اور اقامت کے درمیان

﴿۴﴾ فرض نمازوں کے بعد

﴿۵﴾ شب قدر

﴿۶﴾ ماہ رمضان کی ہر گھڑی

﴿۷﴾ عرفہ کے دن

﴿۸﴾ جمعہ کی رات

﴿۹﴾ جمعہ کے دن خطیب منبر پر چڑھنے کے بعد سے نماز جمعہ کے ختم تک

﴿۱۰﴾ جمعہ کی عصر کے بعد کا آخری وقت یعنی مغرب سے پہلے پہلے

﴿۱۱﴾ حالت سجدہ میں

﴿۱۲﴾ قران مجید کی تکمیل کے وقت

﴿۱۳﴾ ذکر کی مجلسوں میں

﴿۱۴﴾ راہ خدا میں جنگ کے دورن

﴿۱۵﴾ جس وقت آسمان سے بارش ہورہی ہو

﴿۱۶﴾ جب کعبۃ اللہ نظر کے سامنے ہو

﴿۱۷﴾ سفرحج کے دوران

چند احادیث

نبی رحمت ﷺ نے جن احوال اور اوقات میں بطور خاص دعاؤں کی قبولیت کی نشاندہی اپنے مبارک ارشادات کے ذریعہ فرمائی ان میں سے چند ارشادات ہم نقل کرتے ہیں تاکہ بندۂ مومن کی طمانیت کا ذریعہ بن جائیں اور اس کو دلیل بھی میسر ہو۔

عن العرباض بن سارية ؓ قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه و سلم من صلى فريضة فله دعوة مستجابة ومن ختم القرآن فله دعوة مستجابة (رواه الطبراني فى الكبير)۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بندہ فرض نماز پڑھے (اور اس کے بعد دل سے دعا کرے تو اس کی دعاء قبول ہوگی، اسی طرح جو آدمی قرآن مجید مکمل کرے (اور دعاء کرے) تو اس کی دعاء بھی قبول ہوگی۔ (معجم کبیر للطبرانی)

عن انس ؓ قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الدعاء لا يرد بين الاذان والاقامة (رواه الترمذى وابوداود) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اذان واقامت کے درمیان دعاء رد نہیں ہوتی ہے۔

عن ابی امامۃؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم تفتح ابواب السماء ویستجاب الدعاء فی اربعۃ مواطن عند التقاء الصفوف فی سبیل اللّٰہ وعند نزول الغیث وعند اقامۃ الصلوۃ وعند رؤیۃ الکعبۃ ۔

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار موقعے ہیں جن میں دعاء خصوصیت سے قبول ہوتی ہے (۱) اللہ کے راستے میں جنگ کے وقت (۲) اور جس وقت آسمان سے بارش ہورہی ہو (اور رحمت کا سماں ہو) (۳) نماز کے وقت (۴) جب کعبۃ اللہ نظر کے سامنے ہو (معجم کبیر)۔

عن ربیعۃ بن وقاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلا ثۃ مواطن لا ترد فیھا دعوۃ رجل یکون فی بریۃ حیث لا یراہ احد الا اللہ فیقوم ویصلی ورجل یکون معہ فئۃ فیفر عنہ اصحابہ فیثبت ورجل یقوم من اٰخر الیل

حضرت ربیعہ بن وقاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین موقعے ایسے ہیں کہ ان میں دعاء کی جائے تو وہ رد نہیں ہوگی (بلکہ لازماً قبول ہی ہوگی) (۱) ایک یہ ہے کہ کوئی ایسے جنگل بیابان میں ہو جہاں خدا تعالیٰ کے سوا کوئی اسے دیکھنے والا نہ ہو وہاں وہ خدا کے حضور میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور پھر دعاء کرے۔ (۲) دوسرے یہ کہ کوئی شخص میدانِ جہاد میں (دشمن کی فوج کے سامنے) ہو اس کے ساتھی میدان چھوڑ کر بھاگ گئے ہوں مگر وہ (دشمنوں کے نرغہ میں) ثابت قدم رہا ہو (اور اس حال میں دعاء کرے) (۳) تیسرے وہ آدمی جو رات کے آخری حصہ میں (بستر چھوڑ کر) اللہ کے حضور میں کھڑا ہو اور پھر دعاء کرے تو ان بندوں کی یہ دعائیں ضرور قبول ہوں گی۔

عن جابرؓ قال سمعت النبی ﷺ ان فی اللیل لساعۃ لا یوافقھا رجل مسلم یسأل اللہ فیھا خیرا من امر الدنیا والاٰخرۃ الا اعطاھا ایاہ وذالک کل لیلۃ (رواہ مسلم)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی ہے کہ رات میں ایک خاص وقت ہے جو مومن بندہ اس وقت میں اللہ تعالیٰ سے دنیا یا آخرت کی کوئی خیر اور بھلائی مانگے گا تو اللہ تعالی اس کو ضرور عطا فرمائے گا، اور اس میں کسی خاص رات کی خصوصیت نہیں بلکہ اللہ کا یہ کرم ہر رات میں ہوتا ہے۔

الغرض مندرجہ بالا حدیثوں سے دعا کی قبولیت کے خاص اوقات اور احوال معلوم ہوئے ہیں وہ یہ ہیں فرض نمازوں کے بعد، ختم قرآن کے بعد، اذان اور اقامت کے درمیان، میدانِ جہاد میں جنگ کے وقت، بارانِ رحمت کے نزول کے وقت، جس وقت کعبۃ اللہ آنکھوں کے سامنے ہو، ایسے جنگل بیابان میں نماز پڑھ کر جہاں خدا تعالیٰ کے سوا کوئی دیکھنے والا نہ ہو، میدانِ جہاد، جب کمزور ساتھیوں نے ساتھ چھوڑ دیا ہو، اور رات کے آخری حصے میں۔

سحر کا وقت صفائے قلب کا وقت ہوتا ہے اس وقت آدمی اخلاص کے ساتھ عبادت کرسکتا ہے عرفہ اور جمعہ کے دنوں میں باری تعالیٰ کی خاص رحمتیں نازل ہوتی ہیں کیونکہ ان دنوں میں لوگ عام طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتے ہیں، توجہات کے اس اجتماع سے باری تعالیٰ کی رحمت کو تحریک ملتی ہے، ان اوقات کے شرف وفضل کا یہ ایک ظاہری سبب ہے کچھ باطنی اسباب بھی ہو سکتے ہیں (واللہ اعلم)۔

بندہ سجدے کی حالت میں اپنے رب سے زیادہ قریب ہوتا ہے، سجدے میں بکثرت دعائیں کیا کریں اقرب ما یکون العبد من ربہ و ھو ساجد فاکثروا من الدعاء۔

دعاء کے آداب

ہر نیک عمل کے انجام دینے کے کچھ آداب ہوتے ہیں جن آداب کی رعایت اگر رکھی جائے تو وہ کام عمدہ انداز میں پایۂ تکمیل کو پہنچ جاتا ہے بلکہ بعض اوقات یہی آداب

اس کام کے مکمل ہونے میں اصل سبب اور ذریعہ ہوتے ہیں، جب بندہ اپنے حقیقی پروردگارکو اپنی ضروریات کی تکمیل کے لئے پکارے تو اس کے بھی کچھ آداب ہیں، اللہ کے بندے جس طرح اپنے رب کے محتاج ہیں اسی طرح وہ دعاء کے وقت دعاء کے آداب کے بھی محتاج ہوتے ہیں، نبی رحمت ﷺ اپنی امت کو اپنے پروردگار حقیقی سے مانگنے کا سلیقہ، طریقہ اوراس کے آداب بھی سکھائے ہیں، ہم بالترتیب دعاء کے آداب بیان کررہے ہیں تاکہ دعاء کرنے والوں کے ذہن میں یہ آداب ہمیشہ محفوظ رہیں۔

﴿۱﴾ دعاء کرنے والا ان اوقات اور احوال کو غنیمت جانے جن میں دعاؤں کی قبولیت کی بشارت نبی رحمت ﷺ نے دی ہے جن کو ہم نے مفصل پچھلے مضمون میں بیان کردیا ہے۔

﴿۲﴾ دعاء کرنے والا اپنا رخ قبلہ کی طرف رکھے اوراپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے اور جب دعاء سے فارغ ہوتو چہرہ پر دونوں ہاتھ پھیرلے اسلئے کہ نبی رحمت ﷺ نے بھی اسی طرح عمل فرمایا ہے چنانچہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

کان رسول اللہ اذا رفع یدیہ فی الدعا لم یردھما حتی یمسح بھما وجھـــہ جب سرکار دوعالم ﷺ دعاء میں اپنے ہاتھ اٹھاتے تو ان دونوں ہاتھوں کو اس وقت تک نہ چھوڑتے جب تک کہ اپنے چہرہ پر ان دونوں ہاتھوں کو نہ پھیرلیں،

﴿۳﴾ دعاء کرنیوالا اپنی دعاء کا آغاز اللہ تعالیٰ کی ثناء وحمد، پاکیزگی وکبریائی سے کرے، اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ سے اس کو پکارے اس کی بڑائی بیان کرنے میں کوئی کمی نہ کرے۔

﴿۴﴾ دعاء کرنے والا دعاء میں اللہ تعالیٰ کی ثناء جمیل کے بعد نبی رحمت ﷺ پر درود پڑھے، اسی طرح دعاء کے درمیان میں بھی درود شریف پڑھے اور دعاء کے آخر میں بھی درود شریف پڑھے، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں اور نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور ساتھ میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی تھے، میں

جب نماز سے فارغ ہوکر بیٹھ گیا تو میں نے اپنی دعاء کا آغاز ثنا اور درود سے کیا پھر میں نے اپنے لئے دعاء شروع کی، نبی رحمتﷺ نے میرے اس عمل کو دیکھا تو فرمایا سَلْ تعطه سَلْ تعطه مانگ تجھے دیا جائے گا، مانگ تجھے دیا جائے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ دعاء سے پہلے اللہ کی حمد وثناء اور نبی رحمتﷺ پر درود پڑھنا چاہئے اسی طرح ایک اور واقعہ دورِ رسالت کا امام ترمذی نے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی مسجد میں نماز کے لئے داخل ہوا اور کہنے لگا اللھم اغفرلی وارحمنی اے اللہ میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما، حضورﷺ نے فرمایا اے نمازی! تو نے بہت جلدی کی، سنو! جب بھی تم نماز پڑھو اور بیٹھ جاؤ تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرو جیسے کہ اسکی تعریف کی جانی چاہئیے پھر مجھ پر درود پڑھو پھر دعاء مانگو، پھر اس کے فوری بعد ایک اور شخص نے نماز پڑھی اس نے قاعدہ کے مطابق اللہ کی حمد بیان کی نبی رحمتﷺ پر درود پڑھا، نبی رحمتﷺ نے اس سے فرمایا اے مصلی! اب مانگ تجھے دیا جائے گا، تیری دعاء قبول کی جائے گی۔

﴿۵﴾ آداب دعاء میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ دعاء کرنے والا اپنے پروردگار کے سامنے اپنے گناہوں پر نادم اور شرمندہ ہوکر روئے، گڑگڑائے اور اللہ تعالیٰ سے ان گناہوں کے معاف کئے جانے کیلئے منت سماجت کرے، اور پوری عاجزی، انکساری، فروتنی، اور خاکساری کے ساتھ بالکل لاچار ومجبور بن کر اپنے پروردگار کو انتہائی ادب کے ساتھ پکارے، یہ عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی یہ محبوب ادا پسند آجائے، اور بار بار اپنے گناہگار ہونے کا اظہار کرے، اور اپنی دعاء میں دعاء کی قبولیت کی امید کا اظہار کرتا رہے، خود خالق ارض وسماء نے مانگنے کا طریقہ سکھایا ہے، اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً اِنَّهُ لَا یُحِبّ المعتدین ۝ وَلَاتُفْسِدُوْا فِی الْاَرض بَعْدَ اِصْلَا حِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّن الْمُحْسِنِیْنَ (۵۵۔۵۶۔ الاعراف)

﴿۶﴾ آدابِ دعاء میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتے ہوئے حدود میں رہنا چاہیئے ، دعاء میں حد سے تجاوُز کرنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ایسی چیز مانگی جائے جو نامناسب ہو، دعاء کے وقت ایک طرف دل میں اللہ کے عذاب کا استحضار اور اس کا خوف چھایا ہوا ہو اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے ثواب کی طمع اور امید ہو، اسی لئے وَادْعُوْهُ خَوْفًاوَّ طَمَعًا کا جملہ ارشاد فرمایا گیا۔

﴿۷﴾ آداب دعاء میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ دعاء کرنے والا اپنی آواز کو کو پست رکھے اس لئے کہ وہ جس رب سے مانگ رہا ہے وہ ہر پست اور بلند آواز کو سننے والا ہے اور ہر بندے کی ہر حالت کو دیکھنے والا یعنی سمیع وبصیر ہے اس لئے دعا کرنے والا اسطرح چیختے چلاتے ہوئے دعاء نہ کرے جیسے کسی بہرے آدمی کو سنا رہا ہو ہاں ! اگر اجتماعی طور پر دعاء ہو رہی ہو تو ضرورت کے بقدر بلند آواز میں دعاء کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿۸﴾ آداب دعاء میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ دعاء کرنے والا اس یقین کے ساتھ دعاء کرے کہ اسکی دعا ضرور قبول ہوگی ، سچی امید اور یقین کامل کے ساتھ دعاء کرنا چاہیے نہ کہ شک اور نا امیدی کے ماحول میں اس لئے کہ ہم جس پرور دگار سے مانگ رہے ہیں وہ مختار کل اور قادر مطلق ہے، بے نیاز اور زبردست قوت والا ہے، اسکے بارے میں ایک مومن ہرگز تصور نہیں کرسکتا کہ وہ دے سکتا ہے یا نہیں، بلکہ اس عظیم ذات کے بارے میں یہ ایقان ہو کہ وہ ہر ناممکن کو ممکن بنا سکتا ہے، وہ ہر مشکل کو آسان کر سکتا ہے وہ ذات امید کا سر چشمہ ہے دعاء کا تقاضہ یہی ہے کہ دعاء کے وقت دل میں قبولیت کا یقین رہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ادعو اللّٰہ وانتم موقنون بالاجابة۔ واعلموا ان اللّٰہ لایستجیب دعاء من قلب غافل لاہ (ترمذی) دعا کی قبولیت کا یقین رکھتے ہوئے دعاء مانگو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ غافل اور لاپرواہ دل کی دعاء کو قبول نہیں فرماتے۔

﴿۹﴾ آدب دعاء میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ دعائیہ کلمات کوتین مرتبہ کہے حضور ﷺ کا طریقہ اور عمل یہ تھا کہ تین مرتبہ کلمات دعاء کہتے تھے چنانچہ ابن مسعودؓ کی روایت ہے فرماتے ہیں۔

کا ن رسول الله ﷺ یعجبه ان یدعو ثلاث ویستغفر ثلاث

کہ حضور ﷺ کوتین مرتبہ دعاء کرنا اور تین مرتبہ استغفار کرنا پسند تھا۔

﴿۱۰﴾ آداب دعاء میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ کسی گناہ کی دعاء نہ کرے یا قطع رحمی کی دعاء نہ کرے مثلاً یہ کہے کہ مجھے شراب پینے کا موقع دیجئے یا میرے چچا کو مجھ سے دور کردیجئے ﴿العیاذ باللّٰہ﴾

﴿۱۱﴾ آداب دعا میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ دعاء میں اپنے آپ سے شروع کرے یعنی سب سے پہلے اپنے لئے دعا کرے حضرت ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ کان رسول اللّٰہ اذا ذکر احدا فد عا له بدا بنفسه حضور ﷺ جب کسی کا ذکر فرماتے تو اس کے لئے دعا کرتے تو پہلے اپنے آپ سے شروع فرماتے ، پس بہتر طریقہ یہ ہے کہ آدمی دوسرے کیلئے دعا کرنے سے پہلے اپنے لئے دعاء کرے، مثلاً اگر دوسروں کی مغفرت کی دعاء کرنا چاہے تو سب سے پہلے اپنی مغفرت کی دعا کرے،قرآن مجید نے اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی دعاء کو یوں نقل کیا جس سے اس بات کا کافی ثبوت ملتا ہے

والذین جاء وا من بعدهم یقولون ربنااغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا با لایمان وہ لوگ جو ان کے بعد آئے وہ یوں کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہماری مغفرت فرما اور ہمارے ان بھائیوں کی جو ہم سے پہلے ایمان لائے تھے۔

﴿۱۲﴾ آداب دعاء میں ایک ادب یہ ہے کہ دعاء کی قبولیت میں جلدی نہ کرے، اسطرح نہ کہے کہ میں نے دعاء کی تھی مگر میرے رب نے وہ دعاء قبول ہی نہ کی ، ہوسکتا ہے کہ جس چیز کو اسنے اپنے پروردگار سے مانگا ہے وہ اسکے لئے تاخیر سے ملنا ہی بہتر ہو۔

دعاء کے شرائط

(۱) عموماً لوگ یوں کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ ہم عرصہ سے دعاء کر رہے ہیں مگر قبول نہیں ہوتی حالانکہ خود ان کے اعمال و اخلاق غیر شرعی ہوتے ہیں، وہ نہ نماز کے پابند ہوتے ہیں اور نہ شریعت کے دیگر احکامات پر عمل پیرا، اسکا مطلب یہ نکلا کہ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی بات کو قبول کر لے اور وہ اپنے پروردگار کی بات نہیں مانیں گے حالانکہ اللہ تعالیٰ عظیم بزرگ و برتر ہیں اور وہ مانگنے والا بندہ عاجز چھوٹا اور کمتر ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ چھوٹا بڑے کی بات ماننے کا پابند ہوتا ہے، بڑا چھوٹے کی بات ماننے کا پابند نہیں ہوتا اسلئے جو لوگ گنہ گار، نافرمان، سرکش اور احکام الٰہی سے غافل ہیں انہیں یہ کہنے کا ہرگز حق نہیں کہ وہ یہ کہیں کہ ہماری دعاء کیوں قبول نہیں ہوتی؟ ہماری مانگی ہوئی چیز ہمیں کیوں دی جاتی معلوم یہ ہوا کہ اگر بندہ یہ چاہتا ہے کہ اسکی دعاء اللہ کے ہاں قبول ہو تو اسے اپنے پروردگار کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنی ہوگی آدمی کو چاہیے کہ وہ دعاء کرنے سے پہلے اپنی حالت ایسی بنالے کہ اسکی دعاء قبولیت کے قابل بنجائے جو لوگ اللہ کے فرائض کی حفاظت کرتے ہیں اور اسکی منع کردہ چیزوں سے اجتناب اور پرہیز کرتے ہیں، وہ ان سعادت مند بندوں میں سے ہیں جن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں نبی کریم ﷺ نے اس حقیقت سے اپنی امت کو آگاہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسے بندے کی دعاء کو قبول نہیں کرتے جو اطاعت اور عبادت سے غافل ہو، اس تفصیل سے یہ نتیجہ نکلا کہ دعاء کرنے والے کو چاہیے کہ وہ سب سے پہلے اپنے آپ کو ظاہری اور باطنی گناہوں اور برائیوں سے پاک وصاف رکھے، بہرحال دعاء کی قبولیت کی یہ پہلی شرط ہے کہ ہر دعاء کرنیوالا اپنے گناہوں کا احتساب کرلے اور پھر اپنے پروردگار کو اپنی ہر ضرورت کی تکمیل کیلئے پکارے۔

(۲) دعاء کی قبولیت کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ گزرے ہوئے ایام میں جن گناہوں کا

وہ مرتکب ہوا ہے ان سے سب سے پہلے توبہ کرلے اوران گناہوں کی مغفرت مانگے اور کثرت سے اپنے پروردگار کا ذکر کرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر تمام اعمال صالحہ کی جڑ ہے اسی ذکرالٰہی سے نفس کو پاکیزگی اور قلب کو صفائی نصیب ہوتی ہے، اس ذکرالٰہی سے ضمیر بیدار ہوتا ہے اور شعور جاگتا ہے

(۳) دعاء کی قبولیت کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ اپنے آپ کو حلال کمائی کا پابند بنالے کہ جب وہ کھا اور پی رہا ہے تو یہ سوچے کہ جو چیز کھا اور پی رہا ہے وہ حلال ہے یا حرام؟ جب وہ پہن رہا ہے تو یہ دیکھے کہ وہ حلال ہے یا حرام، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور پاک ہی کو قبول کرتے ہیں، حلال پاک اور حرام نجس ہے، آدمی اگر غفلت سے حرام اشیاء کو استعمال کرتا ہے تو وہ نجس اور گندی چیزوں کو اختیار کرر ہا ہے اور یہی چیز دعاء کی قبولیت میں رکاوٹ بنتی ہے، حضور ﷺ نے اس بات کی تعلیم اپنی امت کو دی کہ اکل حلال کی پابندی قبولیت دعاء کا ذریعہ بنتی ہے اور جس چیز کو اللہ نے حرام قرار دیا اس کو اختیار کرنا دعاء کی قبولیت کو روک دیتا ہے، جب قرآن مجید کی آیت یاایھا الناس کلوا ممافی الارض حلالا طیبا۔

نازل ہوئی تو حضرت سعد بن ابی وقاص کھڑے ہوئے اور گویا ہوئے اے اللہ کے رسول! آپ اللہ تعالیٰ سے دعاء کیجئے کہ وہ مجھ کو مستجاب الدعوات بنادے یعنی میں ایسا بن جاوں کہ میری ہر دعاء قبول ہوجایا کرے ، یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے سعد! اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تمہاری دعاء قبول کی جائے تم اپنا کھانا پینا پاک کرلو یعنی حلال کھاو تمہاری دعاء قبول کی جائے گی پھر فرمایا سرکاردوعالم ﷺ نے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ جو کوئی آدمی حرام لقمہ اپنے پیٹ میں بھرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دن کی عبادت قبول نہیں فرمائیں گے عبادت مقبول نہیں تو دعاء بھی مقبول نہیں اسلئے کہ دعاء بھی عبادت ہی ہے اس سلسلہ میں تفصیل گزرچکی ہے۔

دعا کے شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ دعا کرنے والے کے دل میں تقوی

بھی ہو قرآن مجید میں دعا کی قبولیت کے بارے میں جو بات بتلائی گئی وہ یہ کہ انما یتقبل الله من المتقین اللہ تعالیٰ متقیوں کی دعا کو قبول فرماتے ہیں۔

دعا کے شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ دعا میں اخلاص وللّٰہیت ہو اخلاص کے بغیر دعا مقبول نہیں ہوتی، اسی لئے قرآن مجید میں حکم دیا گیا کہ فادعوا اللّٰه مخلصین له الدین۔

دعاء کے فائدے

یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ خالق کائنات نے ہر چیز میں کچھ نہ کچھ فائدے رکھے ہیں کوئی بھی چھوٹی یا بڑی، ظاہری یا باطنی، جسمانی یا روحانی چیز ایسی نہیں جس میں کوئی نہ کوئی فائدہ نہ ہو، دعا جو کہ عظیم عبادت ہے ظاہر ہے کہ یہ جس قدر عظیم ہے اسکے فائدے بھی اسی قدر عظیم ہوں گے ہم دعاء کے آداب اور شرائط بیان کرنے کے بعد دعاء کے فائدے بیان کرتے ہیں تاکہ ان فوائد کا احساس مسلمانوں میں پیدا ہو اور ان کے حصول کیلئے وہ دعاء کرنیکے عادی ہو جائیں۔

(۱) دعاء کا سب سے پہلا فائدہ یہ ہے کہ بندہ اپنے رب سے مانگ مانگ کر بار بار یہ ثابت کرتا ہے کہ میں آپ کا بندہ ہوں اور آپ میرے رب اور پالنہار ہیں گویا بندہ اور رب کے درمیان جو عظیم رشتہ ہے اس رشتہ کا استحکام دعاء کے ذریعہ ہوتا ہے اور ایک مومن کی نگاہوں میں اس رشتہ سے بڑھ کر کوئی اور رشتہ نہیں ہونا چاہیے، معلوم ہوا کہ دعاء کے ذریعہ تقرب الٰہی نصیب ہوتا ہے اور یہ تقرب ہزاروں مسائل کے حل کا ذریعہ بھی بنے گا۔

﴿۲﴾ دعاء کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ دعاء کے ذریعہ بندہ اللہ کے فضل وانعام، احسان وبخشش کا مستحق ہوگا اور یہی دعاء اس کیلئے بخشش کا ذریعہ بنے گی، قران مجید کی یہ آیت بتلاتی ہے امن یجیب المضطر اذا دعاه ویکشف السوء گویا دعاء

مشکلات سے نجات اور گناہوں سے پاکی حاصل کرنے کا سبب ہے۔

﴿۳﴾ دعاء کا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ بندہ کے اندر دعاء کرتے کرتے ایک ایسی صفت پیدا ہوتی ہے جو شریعت میں مطلوب ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دعاء کا حکم دے کر (ادعونی استجب لکم) ان کی تربیت فرما رہے ہیں کہ دعاء کے ذریعہ ان میں احساس جاگے ان کا شعور بیدار ہو ان کا ضمیر زندہ ہو اور پھر اپنے ماضی کی غفلتوں اور گناہوں پر شرمندہ ہو اور حیاء والی کیفیت دل میں پیدا ہو، اب غور کیجئے کہ اگر دعاء کی وجہ سے بندوں میں شرم وحیا کا ملکہ پیدا ہوتا ہے تو یہ نقد صلہ ہے بندہ کیلئے اور حیاء کا موجود ہونا ایمان کے وجود کی علامت ہے بہر حال اللہ سے مانگتے مانگتے رفتہ رفتہ بندوں کے اندر بھلائی کی رغبت اور برائی سے نفرت پیدا ہونے لگتی ہے دعاء کا یہ فائدہ نا قابل فراموش ہے۔

﴿۴﴾ دعاء کا چوتھا فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ آدمی شاکر بندہ بنتا ہے مثلاً اللہ کے ایک بندہ نے اپنی ضرورت کی ایک چیز اللہ تعالیٰ سے مانگی اللہ تعالیٰ نے وہ چیز اپنے فضل سے وکرم سے اس کو عطا کردی اس چیز کے ملنے پر اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس کے ذریعہ اللہ تعالی کی وسیع نعمتوں اور اسکے عظیم فضل واحسان کا احساس پیدا ہوا حضرت سلیمانؑ نے اللہ تعالی سے یوں دعاء مانگی رب اغفر لی وھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی اور جب دعا قبول ہوگئی اور مانگی ہوئی چیز مل گئی تو حضرت سلیمانؑ نے اپنے پروردگار کا ان الفاظ میں شکر ادا کیا ھذا من فضل ربی لیبلونی أأشکر ام اکفر و من شکر فانما یشکر لنفسہ ۔ الخ حضرت سلیمانؑ نے اگر شکر کیا تو اس کا ذریعہ نعمت بنی اور نعمت کے وجود کا ذریعہ دعاء ہوئی معلوم ہوا کہ دعاء کے نتیجہ میں شکر پیدا ہوا حضرت سلیمانؑ کے ان کلمات سے یہ نکتہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں آزمائش کے لئے بھی دی جاتی ہیں کہ بندہ ان نعمتوں پر شکر کرتا ہے یا ناشکری کرتا ہے، کامیاب اور عقلمند بندوں کی پہچان یہ ہوتی ہے کہ وہ نعمت پر شکر ادا کرتے

ہیں اوراس شکر کے ذریعہ اللہ کی نعمتوں میں اوراضافہ ہونے کا ذریعہ پیدا کرلیتے ہیں ۔

﴿۵﴾ دعاء کے فوائد میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ دعاء کرنے والا دعاء کرنے سے پہلے زندگی کی ان دشوارگزار گھاٹیوں میں محروس ومقید رہتا ہے اور زمانہ کے سرد وگرم ایام کی وجہ سے ناامیدی اور مایوسی کی منزل کے قریب ہوتا ہے، وہ ایک ایسے چوراہے پر کھڑا ہوا ہوتا ہے جس کو خود اپنے راستے کا علم نہیں ہوتا، لیکن جب وہ دعاء کے لئے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنے لگتا ہے تو اس کی کایا پلٹ جاتی ہے، اسکے سامنے اب امید کی کرن چمک اٹھتی ہے، وہ حیرانی اور پریشانی کے عالم سے نکل کر سکون وطمانیت کے محل میں داخل ہو جاتا ہے، اسکی روح کو لذت، جسم کو آرام اور دل کو اطمینان مل جاتا ہے یہ سب کچھ اسے اس دعاء کی بدولت ملا ہے۔

﴿٦﴾ دعاء کا ایک اور فائدہ یہ ہے کہ اس سے بندہ کا دل اللہ تعالیٰ کے سامنے ہوتا ہے مشاہدہ ہے کہ آدمی نماز پڑھتا ہے لیکن اکثر وبیشتر اس کا دل اللہ کے سامنے نہیں ہوتا تلاوت کرتا ہے لیکن اکثر وبیشتر اسکا دل اللہ تعالیٰ کی طرف عموما متوجہ نہیں رہتا بلکہ توجہ ادھر ادھر ہوتی رہتی ہے، لیکن ایک پریشان حال بندہ دعا کیلئے جب ہاتھ اٹھاتا ہے تو اسکا دل اللہ کی طرف سے ہٹتا ہی نہیں وہ پوری توجہ سے اپنے پروردگار کو پکارتا ہے اور اپنی حاجتوں کو اسکے سامنے رکھتا ہے۔آدمی کی ضرورت اسکو دعاء کرنے پر مجبور کرتی ہے اور دعا آدمی کے دل کو اللہ کی طرف متوجہ رکھتی ہے، معلوم ہوا کہ دعاء کے ذریعہ انسان کا دل اللہ کے سامنے ہوتا ہے اور حضور قلبی کی نعمت سے انسان سرشار ہوتا ہے اور جب انسان کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتا ہے، وہ بلاؤں سے محفوظ رہتا ہے۔

دعاء اور تقدیر

بعض لوگ نادانی اورغفلت کی وجہ سے کبھی کبھی یہ کہدے تے ہیں کہ جب ہر چیز تقدیر کے مطابق ہوتی ہے تو ہماری دعاء سے فائدہ کیا ہوگا جب بھلائی یا برائی پہلے ہی سے طے

ہے تو دعا کرنے یا نہ کرنے سے کیا فرق پڑنے والا ہے؟ اس قسم کے جملے کہنے والوں کو چاہیے کہ وہ بنیادی طور پران باتوں کو ذہن میں رکھیں کہ تقدیر کو سوائے دعاء کے اور کوئی چیز نہیں بدل سکتی، اس کا ثبوت اس حدیث سے ہوتا ہے عن النبی ﷺ قال لا یرد القدر الا الدعاء ولا یزید فی العمر الا البر تقدیر کو سوائے دعاء کے کوئی چیز رد نہیں کرسکتی اور عمر میں زیادتی نہیں ہوتی سوائے نیکی کے، جس طرح تیر کی طاقت کو ڈھال بے کار کر دیتی ہے اور تیر سے بچنے کے لئے آدمی ڈھال کو استعمال کرتا ہے اسی طرح بلاؤں سے بچنے کا ذریعہ دعاء ہے، جس طرح بیماری سے بچنے کیلئے علاج معالجہ کیا جاتا ہے اور دوا استعمال کی جاتی ہے بالکل اسی طرح بلاؤں کو ٹالنے کیلئے دعاء کو ذریعہ بنایا جاتا ہے، جب اپنی جانب تیر آتا ہے تو یہ کہہ کر ہم خاموش نہیں رہتے کہ تقدیر میں تیر کا ہماری طرف آنا مقرر ہے اور ہمارا زخمی ہونا بھی مقدر میں ہے اس لئے خاموش وہیں کھڑے ہو جاؤ بلکہ یہاں آدمی تیر کے آنے کو دیکھ کر فورا وہاں سے ہٹ جاتا ہے اور بچنے کی تدبیر کرتا ہے اور جس طرح بیماری کے آنے پر یہ کہہ کر خاموش نہیں رہتا کہ بیماری تقدیر میں ہے اسے آنے دو اور اسی حالت میں رہنے دو بلکہ بیمار ہوتے ہی ڈاکٹر سے رجوع ہوتا ہے اور علاج کے ذریعہ بیماری کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے اسی طرح دعا بھی کرنا چاہیے، یہ مثالیں ہیں اس حقیقت کو سمجھنے کیلئے کہ اللہ تعالیٰ نے قضا وقدر کو پیدا کیا ہے اور اس نے کسی کیلئے بھلائی مقدر کی ہے تو اس کا بھی کوئی نہ کوئی سبب ہے اور اگر کسی کے لئے اس نے برائی مقدر کی ہے تو اس برائی کے مٹانے کا سبب بھی اسی نے مقدر کیا ہے، اس لئے تقدیر اور دعاء دونوں متضاد چیزیں نہیں ہیں بلکہ ایک تیر ہے تو دوسری ڈھال ہے اور تقدیر کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں بہت زیادہ سوالات پیدا کر لینا اور مختلف قسم کے وسوسوں کو اپنے دل ودماغ میں بار بار جگہ دینا اپنے ہی ایمان کو کھوکھلا کر لینا ہے۔

دعاء کے مقاصد

ہمارے لئے انبیا کرام علیھم السلام کی زندگی کامل نمونہ ہے، انبیاء کا ہر عمل ہمارے لئے نمونہ ہے، اگر انبیاء کرام علیھم السلام نے اللہ سے دعاء کی ہے تو اس دعاء کے پیچھے وہ کونسے مقاصد تھے جن کی بنیاد پر یہ اللہ تعالیٰ سے مانگا کرتے تھے، ان پاکیزہ نفوس کی دعاؤں کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد مندرجہ ذیل مقاصد سامنے آتے ہیں جو ان کی دعاؤں کے پس منظر میں ہوا کرتے تھے۔

﴿۱﴾ انبیاء کرامؑ کی دعاء کا سب سے پہلا مقصد دین کی نصرت تھا وہ اللہ تعالیٰ سے موقع بموقع دعاء کرتے تھے اور ان دعاؤں میں انکی غرض یہ ہوا کرتی تھی کہ جس دین وشریعت کو دے کر اللہ تعالیٰ نے انہیں بھیجا ہے وہ دین وشریعت ان کی قوموں میں رواج پا جائے اس دین وشریعت کو غلبہ نصیب ہو اور جب ان کے خلاف قومیں کھڑی ہو جاتی تھیں تو ان کے ہاتھ اللہ کے حضور اٹھتے تھے اور دین حق کی نصرت و مدد کیلئے اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعاء مانگتے تھے۔

﴿۲﴾ انبیاء کرامؑ کی دعاؤں کے پیچھے جو مقاصد بنیادی طور پر ہوا کرتے تھے ان میں سے ایک مقصد دنیا میں لوگوں کے درمیان موجود ظلم کو ہٹانا اور انصاف کو قائم کرنا تھا، یہی وجہ ہے کہ انبیاء ایک ایسے ماحول میں مبعوث ہوئے جب ظلم وبربریت کا دور دورہ تھا لیکن ان انبیاء نے مظلوم قوموں کو اپنی دعاؤوں کے ذریعہ نجات دی اللہ کے حضور اپنا ہاتھ اٹھا دیا اور اس ظلم کے صفحہ ہستی سے مٹ جانے کی درخواست کی۔

﴿۳﴾ انبیاء کرامؑ کی دعاؤں کے جو مقاصد بنیادی طور پر ہوا کرتے تھے ان میں ایک مقصد بھلائی اور نیکی کو زندہ کرنا اور برائیوں اور گناہوں کو مٹانا تھا، زندگی بھر ان انبیاء کرام نے اسی بات کی کوشش کی کہ کسی طرح قوم بھلائیوں کی خوگر ہو جائے اور برائیوں سے دور ہو جائے، انہوں نے قوموں کی ہدایت کیلئے دعاء کی اور ہدایت کی دعا

یہی ہے کہ قوم بھلائیوں سے سرشار ہو اور برائیوں سے متنفر ہو۔

﴿۴﴾ انبیاء کرامؑ کی دعاوں کے جو مقاصد ہوا کرتے تھے ان میں سے ایک مقصد یہ بھی تھا کہ وہ صالح اولاد کی دعا کرتے تھے اس لئے کہ معاشرہ کا سدھار صالح اولاد و نسل کے وجود پر موقوف ہے، اگر اولاد صالح نہ ہو تو ساری سوسائٹی داغدار ہو جاتی ہے اسی لئے انبیاء کرام نے اپنی اپنی اولاد کی اور قوم کے عام افراد کی اولاد کی صالحیت اور ان کی تربیت کی طرف توجہ دی اور اللہ تعالیٰ سے اس نسل کی ہدایت و فلاح کی دعا بھی کی۔

اعمال صالحہ قبولیت دعا کا ذریعہ

جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ گنہ گار، برے اعمال میں ڈوبے ہوئے اور جرائم میں مبتلا لوگوں کی دعائیں ان کے جرائم اور گناہوں کی وجہ سے قبول نہ ہوں گی اور اس مضمون میں ہم یہ بات بیان کرنا چاہتے ہیں کہ بندوں کے وہ اعمال صالحہ جو اخلاص و للّٰہیت کے ساتھ انجام دیئے گئے ہوں وہ ان کی دعاؤں کی قبولیت کا ذریعہ بنتے ہیں، اللہ کا بندہ کسی موقع پر کوئی نیک عمل کرتا ہے اور اس عمل کے کرتے ہوئے اس کا مقصد و منشا صرف اللہ کو راضی کرنا ہوتا ہے اور جب وہ کسی مشکل میں پھنس جاتا ہے اور اپنے کئے ہوئے اس مخلصانہ عمل کو ذریعہ بناتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے ذریعہ دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو ضرور قبول فرماتے ہیں، اللہ کے نیک بندوں کو چاہیے کہ وہ نیک اعمال کا ایک ذخیرہ اپنے پاس رکھیں تاکہ ایسے نیک اعمال دنیا میں بھی ان کے کام آئیں جب کہ وہ کسی ایسی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں جہاں سے نکلنے کا بظاہر کوئی راستہ نہیں، ایک ایسے وقت وہ اعمال صالحہ کام آئیں جب کہ بلاؤں اور مصیبتوں نے انہیں گھیر لیا ہو اور نجات وسلامتی کے سارے راستے مسدود ہو چکے ہوں، ہم اسی قبیل کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جس کو زبان رسالت نے یوں بیان کیا ہے۔

غار میں پھنسے ہوئے تین ساتھی

امام بخاری و مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے دور رسالت سے پہلے کا یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا گزرے زمانہ کے تین آدمی سفر میں نکلے اور ایک غار میں انہوں نے پناہ لی اور اس میں داخل ہوئے، اتفاق سے پہاڑ کی ایک چٹان غار کے دروازے پر آکر رک گئی جس کی وجہ سے غار کا منہ بند ہوگیا اور وہ تینوں ساتھی غار میں مجبور و بے بس ہوکر رہ گئے، اب ساتھیوں نے کہا کہ اس مصیبت سے تم اسی وقت نجات پا سکتے ہو، جب کہ تم اپنے نیک اعمال کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا، اے اللہ! میرے بوڑھے ماں باپ تھے میں اپنے ان دونوں ماں باپ سے پہلے کسی کو دودھ وغیرہ نہیں دیتا تھا جب بھی میں بکریوں کو چرا کر گھر لوٹتا دودھ دوہ کر ماں باپ کو پہلے پلاتا پھر اپنے بیوی اور بچوں اور غلاموں کو دیتا، یہ میرا معمول تھا ایک دن چراگاہ سے لوٹنے میں بہت دیر ہوئی میں نے دودھ دوہا اور ماں باپ کے پاس آیا میں نے ان کو سویا ہوا پایا میں نے مناسب نہ جانا کہ ان دونوں کو اٹھاؤں اور نیند میں خلل ڈالوں میں اپنے ہاتھ میں دودھ کا پیالہ لئے کھڑا رہا اسی انتظار میں فجر کا وقت ہوگیا رات بھر بچے میرے پیروں پر بھوک سے بلبلا رہے تھے لیکن میں نے اپنے ماں باپ سے پہلے انہیں دینا مناسب نہ سمجھا جب صبح ہوئی اور میرے ماں باپ جاگ گئے اور دودھ پیا تو پھر میں نے اپنے بچوں اور بیوی کو دودھ پینے کے لئے دیا یہ دلگداز واقعہ سنا کر اللہ کے اس بندے نے اللہ تعالیٰ سے یوں دعاء کی کہ اے اللہ! اگر میں نے آپ کو راضی کرنے کیلئے یہ نیک کام کیا ہے تو جس چٹان میں ہم پھنسے ہوئے ہیں ہمیں اس سے نجات عطا فرما دے اس دعاء کے ساتھ چٹان تھوڑی سی ہٹی اتنی مقدار کہ نکل نہیں سکتے تھے اب دوسرے شخص نے اپنی حالت بیان کی اے اللہ! میری ایک چچا زاد بہن تھی میں دل و جان سے اس سے محبت رکھتا تھا لیکن وہ محفوظ رہی یہاں

تک کہ اس پر فقر وفاقہ کا دور آیا وہ میرے پاس آئی میں نے اس کی حالت کو دیکھ کر ایک سوبیس دینار دیئے تاکہ وہ میرے مطلب کو پورا کردے، لیکن اللہ کی اس بندی نے مجھ سے کہا اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر اور میری عصمت کو چاک مت کر پس میں نے اپنا رخ اس سے موڑ لیا حالانکہ مجھے وہ سب سے زیادہ پسند تھی یہ بپتا سنا کر اس بندے نے اللہ تعالیٰ سے یوں کہا اے اللہ! اگر میں نے یہ کام آپ کی رضا اور خوشنودی کیلئے کیا ہے تو جس مصیبت میں ہم پھنسے ہوئے ہیں اس سے ہم کو نجات عطا فرما چنانچہ اس رجل صالح کی دعاء کے ساتھ چٹان کچھ اور ہٹ گئی مگر اب بھی وہ لوگ وہاں سے ہٹ نہیں سکتے تھے اب تیسرے شخص کی باری تھی اس شخص نے یوں کہا اے اللہ ! میں نے چند مزدوروں کو اپنے کام پر لیا جب کام پورا ہوگیا تو سب کو میں نے اجرت دے دی مگر ان میں سے ایک اپنی اجرت لئے بغیر چلا گیا میں نے اس کی اجرت کی رقم کو تجارت میں لگا دیا تاکہ جب وہ آئے تو میں اسکی رقم لوٹا دوں، اب اس رقم کی تجارت سے مال بڑھتا گیا یہاں تک کہ کئی اونٹ گائے بکری غلام وغیرہ جمع ہوگئے، مدت کے بعد وہ مزدور حاضر ہوا اور اپنی مزدوری طلب کرنے لگا، میں نے اس سے کہا کہ جاؤ یہ بیل، گائے، بکری، غلام وغیرہ سب تمہاری مزدوری ہیں وہ شخص حیران ہوا، اور کہنے لگا کہ اللہ کے بندے! مجھ سے مذاق مت کر میں نے کہا کہ بھائی میں مذاق نہیں کررہا ہوں بلکہ حقیقت میں یہ تمہاری مزدوری ہے میں نے تمہاری مزدوری کی رقم کو تجارت میں لگایا یہاں تک کہ یہ ساری چیزیں جمع ہوگئیں وہ شخص یہ مزدوری لے کر روانہ ہوگیا، اس شخص نے اپنی یہ کارگزاری بیان کی اور یوں کہا کہ اے اللہ! اگر میں نے یہ آپ کی رضا اور خوشنودی کیلئے کیا ہے تو ہم کو اس مصیبت سے نجات دیجئے، پس اس دعاء کے ساتھ ہی چٹان پوری طرح ہٹ گئی اور تینوں ہم سفر غار سے نکل گئے، اس واقعہ سے ہمیں سبق ملا کہ زندگی میں کئے ہوئے بعض اعمال صالحہ دعاء کی قبولیت کا ذریعہ بنتے ہیں اور نازک ترین حالات میں اور مصائب وشدائد کی خطرناک ساعتوں میں معین ثابت ہوتے ہیں۔

حضور ﷺ کی بعض مقبول دعائیں

یوں تو حضور ﷺ کی سینکڑوں دعائیں ہیں جو مقبول ہوئیں ہم آپ ﷺ کی چند دعاؤں کا تذکرہ کرتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا۔

(۱) حضور ﷺ نے یہ دعاء فرمائی تھی کہ حضرت عمر بن خطابؓ کے ذریعہ اسلام کو سربلندی نصیب ہو اللہ تعالیٰ نے یہ دعاء قبول فرمائی اور ارادۂ قتل سے نکلے ہوئے عمر نبی کے گرویدہ بن گئے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کے اسلام کے ذریعہ اسلام کو قوت عطا فرمائی۔

(۲) حضور ﷺ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے حق میں یہ دعاء فرمائی تھی کہ وہ مستجاب الدعوات ہوں حضور ﷺ کی دعاء کی برکت سے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو یہ مقام بلند نصیب ہوا تاریخ آج بھی حضرت سعد بی وقاصؓ کو مستجاب الدعوات سے یاد کرتی ہے۔

(۳) حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے حق میں یہ دعاء فرمائی اللهم علمه الحکمه (بخاری و ترمذی) اے اللہ! عبداللہ بن عباسؓ کو علم وحکمت عطا فرما، تاریخ شاہد ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ قرآن مجید کے حقائق کو جاننے میں تمام لوگوں میں بلند تھے کہ قرآن مجید کی تفسیر میں سارے صحابہؓ میں آپ بے مثل تھے۔

(۴) حضور ﷺ نے حضرت انس بن مالکؓ کے حق میں یہ دعاء فرمائی تھی اللّٰهم اکثر ماله وولده وبارك له فيه اے اللہ! انس کے مال اور اولاد کو بکثرت فرما اور اس میں انہیں برکت بھی دے چنانچہ حضور ﷺ کی دعاء قبول ہوئی حضرت انسؓ کے مال میں اس قدر اضافہ ہوا کہ مدینہ کی وادی حضرت انسؓ کے مویشیوں سے تنگ ہوگئی، بصرہ میں حضرت انسؓ کا ایک باغ تھا جو سال میں دو مرتبہ پھل دیتا تھا اللہ تعالیٰ نے ان کی نسل میں بھی کثرت عطا فرمائی یہاں تک کہ ان بیٹوں اور پوتروں وغیرہ کی تعداد سو سے زائد تھی۔

(۵) حضور ﷺ نے ان مشرکین کے حق میں جنہوں نے آپ ﷺ کے گلے کو کپڑے سے گھونٹ دیا تھا جبکہ سرکار ﷺ مسجدِ حرام میں سجدہ کی حالت میں تھے اور آپ ﷺ

پر گندگی لا ڈالی تھی آپ ﷺ نے ان کے حق میں بد دعاء فرمائی اور نام لے لے کر سرکار نے اللہ تعالیٰ سے دعاء کی چنانچہ جنگ ِ بدر میں وہ لوگ ذلت سے دو چار ہوئے جن کے نام سرکار نے لئے تھے۔

(٦) حضور ﷺ نے مکہ کے ان مشرکین کے حق میں جنہوں نے آپ ﷺ کو اذیت پہنچائی اور آپکی دعوتِ حق کی مخالفت کی تھی، فقرو فاقہ میں مبتلا ہونے کی دعاء کی تھی، چنانچہ جن کے حق میں سرکار ﷺ نے یہ دعاء فرمائی وہ قحط اور بھوک میں مبتلا ہوئے یہاں تک کہ انہوں نے مرداراور ہڈیاں کھا کر زندگی گزاری۔

(٧) غزوہء تبوک کے موقع پر آپ ﷺ کے پیارے صحابہ شدید بھوک کی حالت میں تھے سرکار ﷺ کی خدمت میں مختصر سا کھانا لایا گیا آپ ﷺ نے غزوۂ تبوک کے مجاہدین کی بھوک کو مٹانے کے لئے اللہ تعالیٰ سے اس کھانے میں برکت کی دعاء کی پس سارے کے سارے صحابہؓ نے اس تھوڑے سے کھانے میں سے کھایااور سیراب ہوئے لیکن اس کے باوجود کھانا اپنی حالت میں باقی رہا۔

(٨) حضور ﷺ کے زمانے میں اہلِ مدینہ پر ایک مرتبہ قحط کا دور آیا اس زمانہ میں سرکار ﷺ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے اتنے میں ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا گھوڑے بکری، گائے وغیرہ ہلاک ہوگئے، آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعاء فرمایئے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اس وقت آسمان شیشے کی طرح بالکل صاف تھا، بادل کا نام ونشان نہیں تھا، سرکار ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے تھوڑی ہی دیر میں بس آسمان پر بادل جمع ہوااور ہمارے گھروں تک پہنچنے سے پہلے ہی برسات ہونے لگی۔

دعاء قبول نہ ہونے کی وجہ

حضرت ابراہیم بن ادھمؒ سے کسی نے سوال کیا کہ ہمیں کیا ہوا کہ ہماری دعاء قبول ہی نہیں ہوتی تو حضرت ابراہیم بن ادھمؒ نے فرمایا اس لئے کہ تمہارے دل دس چیزوں کی

وجہ سے مردہ ہو چکے ہیں، پوچھنے والے نے پوچھا وہ دس چیزیں کیا ہیں؟ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ نے فرمایا ۔

﴿۱﴾ تم اللہ کو پہچانتے ہو مگر اس کی اطاعت نہیں کرتے

﴿۲﴾ تم رسول ﷺ کو پہچانتے ہو مگر ان کی سنت کی اتباع نہیں کرتے۔

﴿۳﴾ تم قرآن کو پہچانتے ہو مگر اس پر عمل نہیں کرتے

﴿۴﴾ تم اللہ کی نعمتوں کو کھاتے ہو مگر شکر ادا نہیں کرتے

﴿۵﴾ تم جنت کو پہچانتے ہو مگر اسکو طلب نہیں کرتے

﴿۶﴾ تم دوزخ کو پہچانتے ہو لیکن تم اس سے دور نہیں بھاگتے

﴿۷﴾ تم شیطان کو جانتے ہو لیکن تم اس سے لڑتے نہیں ہو بلکہ تم اسکی موافقت کرتے ہو۔

﴿۸﴾ تم موت کو جانتے ہو لیکن اسکی تیاری نہیں کرتے

﴿۹﴾ تم مردوں کو دفن کرتے ہو لیکن تم ان سے عبرت حاصل نہیں کرتے

﴿۱۰﴾ تم نیند سے بیدار ہو کر لوگوں کے عیوب دیکھنے میں مشغول ہو جاتے ہو اور اپنے عیبوں کو بھول جاتے ہو۔

ہر دعاء کیوں قبول نہیں ہوتی؟

اللہ تعالیٰ نے کائنات کا ایک نظام بنایا ہے، اس کامل نظام کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی ہزاروں حکمتیں اور مصلتیں ہیں، جن میں سے بیشتر مصلحتوں سے اکثر لوگ واقف نہیں ہیں، دنیا میں وہی ہوتا ہے جسکا اللہ تعالیٰ نے اِرادہ کیا، زید اور بکر کے ارادہ کا دخل نظامِ خداوندی میں نہیں ہے بلکہ خالق کائنات کا اِرادہ ہی نظام کائنات پر اثر انداز ہے، ہر آدمی یہ چاہتا ہے کہ اسکی ساری دعائیں قبول ہوں، اسکی کوئی دعاء رد نہ کی جائے، لیکن ایسا ہونا ممکن نہیں اس لئے کہ حکمتِ الٰہی اور مصلحتِ خداوندی کا تقاضا کچھ اور ہوتا ہے اور بندوں کی دعائیں کچھ اور ہوتی ہے، اگر اللہ کے بندے ایک ایسی چیز کی دعاء مانگیں

تو اللہ کی حکمت سے ٹکراتی ہو تو ظاہر ہے کہ وہ چیز وجود میں آ نہیں سکتی اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انسان جس چیز کو پسند کرتا ہے یہ ضروری نہیں کہ وہ واقعی بھلائی کی چیز ہو اور انسان جس چیز کو ناپسند کرتا ہو یہ ضروری نہیں کہ وہ حقیقت میں بھی ناپسند ہی ہو، وعسی اَنْ تَكْرَهُواْ شَيْئًا وَّ هُوَ خَيْرٌلَّكُمْ وَعَسٰى اَنْ تُحِبُّواْ شَيْاًوَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ اسلئے دعاء کرنے کے بعد دعاء کی عدم قبولیت پر شکوہ شکایت کرنے کے بجائے اخلاص وخشوع کے ساتھ دعا کرے پھر اسکے بعد دعاء کے نتیجہ کو اللہ تعالیٰ کے حوالہ کردے کہ اللہ تعالیٰ اس مسئلہ کو جیسے چاہیں اپنی حکمت اور ارادہ سے حل کرلیں ، ایک طرف بندہ کا ارادہ دوسری طرف رب ذوالجلال کا ارادہ، حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وہی کرتے ہیں جو ان کا ارادہ ہوتا ہے، اللہ کے ارادہ کے بغیر کوئی کام نہ مکمل ہوتا ہے اور نہ شروع ، اسکے علاوہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہر انسان اپنے لئے بھلائی چاہتا ہے اور ہر قسم کی برائی کے قریب آنے سے پناہ مانگتا ہے اور بعض چیزوں کے بارے میں یہ تصور جمائے ہوئے رہتا ہے کہ یہ بھلی چیزیں ہیں اور بعض چیزوں کے بارے میں یہ تصور جمائے ہوئے رہتا ہے کہ یہ بری چیزیں ہیں لیکن ایک سوال یہ پیدا کیجئے کہ کیا یہ ضروری ہے کہ انسان جس کو بری تصور کرے وہ حقیقت میں بری ہو انسان کی محدود قوت فکر یہ فیصلہ ہرگز نہیں کرسکتی کہ فلاں چیز دائمی طور پر بھلی اور ابدی طور پر بری ہے اسکے دوقدم اور آگے بڑھیے اور یہ سوچئے کہ انسان زندگی کے ہر لمحہ میں یہ چاہتا ہے کہ اسکو نفع ہی نفع ملے، عزت ہی عزت ملے، صحت ہی صحت کی حالت میں رہے، بڑا ہی بڑا بن کر رہے، کون ہوگا جو یہ چاہے کہ مجھے آج ذلت چاہیے اور کل عزت چاہیے اس مہینہ میں نفع چاہیے اور آئندہ مہینے میں نقصان اس سال تندرستی چاہیے اور آئندہ سال بیماری ، اس قسم کی تقسیم کو انسان برداشت نہیں کرسکتا بلکہ وہ تو یہی چاہتا ہے کہ ہمیشہ خوشی ، راحت، آرام ، تندرستی ، عزت ، کامیابی ، فتح اور مال ودولت سے سرشار رہے اور موجودہ دنیوی نظام میں ہر انسان کی خواہشوں کا مکمل ہونا ممکن نہیں، اللہ تعالیٰ نے دنیا کا جو نظام بنایا

ہے وہ ان مع العسر یسرا کا ہے یعنی مشکل کے ساتھ آرام اور آرام کے ساتھ مشکل،
یہ نظام ہے اس دنیا کا، دنیا کے سارے ہی انسانوں کی ساری ہی دعائیں قبول ہو جائیں
یہ ممکن نہیں ہے دعائیں کرنا انسان کا کام ہے اور ان دعاؤں میں جن کو قبولیت سے نوازنا
ہے وہ اس پروردگار کا کام ہے جس کے ہاتھ میں زمین و آسمان کا یہ نظام ہے۔

ولو بافرض اللہ تعالیٰ انسان کی ہر دعاء کو قبول فرمالیں تو انسان عبادت و اطاعت نہیں بلکہ بغاوت پر اتر آئے گا اسی حقیقت کو قرآن مجید نے یوں سمجھایا ولو بسط اللہ الرزق لعباده لبغوا فی الارض ولکن ینزل بقدر ما یشاء (الشوری ۲۷) اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کشادہ رزق دیدیتے تو وہ بندے زمین میں سرکشی کرتے لیکن اللہ تعالیٰ اندازے سے جتنا چاہتے ہیں نازل کرتے ہیں۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے تقسیم کا یہ نظام رکھا کہ کسی کو مال و دولت کسی کو علم و ہنر کسی کو ملازت دی، کسی کو تجارت کے مواقع دیئے کسی کو حسن و جمال دیا کسی کو قوت و طاقت دی اور کسی کو سلطنت و امارت بخشی، کسی کو امیر ترین بنادیا، اور کسی کو غریب اور کسی کو ان میں سے سب کچھ یا بہت کچھ دے دیا نحن قسمنا بینهم معیشتهم فی الحیوة الدنیا (الزخرف ۳۲)۔

دعاء ہر حال میں نفع دیتی ہے

جب اللہ کا بندہ اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ آہ و زاری کرتے ہوئے اپنے پرودگار کو پکارتا ہے تو اسکی مانگی ہوئی چیز اس کو مل جاتی ہے اور اگر اس کی دعاء بظاہر قبول نہ ہوئی اور اسکی مانگی ہوئی چیز اسے نہ مل سکی تو حیران و پریشان نا امید و مایوس ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں اس لئے کہ دعاء ہر حالت میں مسلمان کو نفع دیتی ہے چاہے وہ قبول ہو یا نہ ہو اس لئے کہ عن عبادة بن الصامت ؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ما علی الارض مسلم یدعو اللّٰہ بدعوة الا اتاہ ایاها او صرف عنه من السوء

مثلها مالم يدع باثم او قطعية رحم (ترمذی) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا روئے زمین پر جب بھی مسلمان اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کی مانگی ہوئی چیز عطا کرتے ہیں یا اس کی دعاء کی برکت سے اسی کے بقدر اس پر سے مشکلات کو ہٹا دیتے ہیں جب تک کہ اس نے کوئی گناہ یا قطعِ رحمی کی دعاء نہ کی ہو۔

یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندے سے کہیں گے کیا تو دنیا میں بعض دعائیں مقبول اور بعض دعائیں غیر مقبول دیکھا کرتا تھا؟ بندہ کہے گا کہ اے اللہ! ہاں میری بعض دعائیں قبول ہوئیں اور بعض قبول نہ ہوئیں پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے تو نے جتنی دعائیں کیں جو دعائیں قبول ہوئیں ان کو تو دنیا میں تو نے دیکھ لیا لیکن وہ دعائیں جو قبول نہ ہوئیں میں نے تیرے لئے جنت میں ذخیرہ بنا دیا ہے، یہ دیکھ کر مومن بندہ یہ تمنا کرے گا، کاش اس کی ساری دعائیں ہی آخرت میں ذخیرہ کردی جاتیں، اس لئے مومن کی شان یہ ہے کہ وہ بکثرت دعاء کرتا رہے، کسی حال میں ناامید نہ ہو اور یہ یقین واعتقاد رکھے کہ اس کی دعاء ہر حال میں نافع ہے۔

حضور ﷺ نے حضرت عمرؓ سے دعاء کی درخواست کی

عموماً بڑے لوگ اپنے چھوٹوں سے دعاء کی درخواست کرنے کو معیوب سمجھتے ہیں، استاذ اپنے شاگرد سے دعاء کی درخوست کرنے کو اپنے منصب کے خلاف سمجھتا ہے، مالدار غریب سے دعاء کی درخواست کو اپنے لئے معیوب سمجھتا ہے، عمر کے اعتبار سے ایک بڑا آدمی کسی چھوٹے آدمی سے دعا کی درخواست کرنے کو معیوب سمجھتا ہے حالانکہ چھو ٹوں سے دعاء کی درخواست معیوب نہیں بلکہ نبی رحمت ﷺ کی سنت ہے حضرت عمرؓ کے اس واقعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے، عن عمر بن االخطاب قال استاذنت النبی ﷺ فی العمرة فاذن وقال اشركنا يا اخی فی دعاءك ولاتنسنا فقال كلمة ما يسر نی ان لی بها الدنيا (ابو داء ود وترمذی) حضرت عمر بن الخطابؓ سے

روایت ہے بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے عمرہ کرنے کیلئے مکہ معظّمہ جانیکی رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے مجھے اجازت عطا فرمادی اور ارشاد فرمایا بھیا! ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں شامل کرنا اور ہم کو بھول نہ جانا، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے مخاطب کرکے یہ ''بھیا'' کا جو کلمہ کہا اگر مجھے اس کے عوض ساری دنیا بھی دے دی جائے تو میں راضی نہ ہوں گا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعا ایسی چیز ہے جس کی استدعا بڑوں کو بھی اپنے چھوٹوں سے کرنی چاہیے بالخصوص اس وقت جبکہ وہ کسی ایسے مقبول عمل کے لئے یا ایسے مقدس مقام کو جارہا ہو جہاں قبولیت کی خاص امید ہو، حضور ﷺ کے اس لفظ اخی (بھیا) سے حضرت عمر کو جو خوشی اور مسرت ہوئی ہے اسکا اندازہ ان کے اس جملہ سے ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی طرف سے جو لفظ انہیں ملا ہے اس کے مقابلہ میں پوری دنیا بھی مل جائے تو وہ اس دنیا کے لینے سے راضی نہیں ہیں بلکہ ان کے نزدیک اس لفظ ''اخی'' کی قیمت زیادہ ہے جس لفظ کو سرکار ﷺ نے بڑی ہی اپنائیت اور شفقت سے عنایت فرمایا تھا۔

دعاء کے آخر میں آمین ضرور کہیے

لفظ آمین کے مطلب سے تو ہر ایک واقف ہے کہ آمین کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ جو دعاء میں نے کی ہے اس دعاء کو قبول فرما' آمین کہنا درحقیقت اپنی دعاء پر مہر لگانا ہے، اسی لئے جب بھی اللہ تعالیٰ سے کوئی دعاء کی جائے آخر میں آمین ضرور کہنا چاہیے، چنانچہ اس روایت سے آمین کی افادیت اور حقیقت واضح ہوجاتی ہے۔

عن ابی زهیر النمیری ؓ قال خرجنا مع رسول اللہ ﷺ لیلة فاتینا علی رجل قد الح فی المسئلة فوقف ﷺ یستمع منه فقال ﷺ اوجب ان ختم فقال رجل من القوم بای شئی یختم یا رسول اللہ ﷺ قال آمین فانه ان ختم با مین فقد اوجب (ابو داود)

ابوزھیر نمیریؓ سے روایت ہے کہ ایک رات ہم رسول اللہ کیساتھ باہر نکلے، ہمارا گزر اللہ کے ایک بندے پر ہوا جو بڑے الحاح سے اللہ سے مانگ رہا تھا رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر اسکی دعاء اور اللہ کے حضور میں اس کا مانگنا گڑگڑانا سننے لگے پھر آپ ﷺ نے ہم لوگوں سے فرمایا اگر اس نے دعا کا خاتمہ صحیح کیا اور مہر ٹھیک لگائی تو جو اسنے مانگا ہے اس کا اس نے فیصلہ کرالیا ہم میں سے ایک نے پوچھا کہ حضور صحیح خاتمہ کا اور مہر ٹھیک لگانے کا طریقہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا آخر میں آمین کہہ کر دعاء ختم کرے (تو اگر اس نے ایسا کیا تو بس اللہ تعالیٰ سے طے کرالیا) اس حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ ہر دعاء کے خاتمہ پر بندے کو آمین ضرور کہنا چاہیے تا کہ اللہ تعالیٰ اس کی اس دعاء کو قبول فرمالیں۔

قرآنی دعاؤں کی افادیت واہمیت

دعاء دراصل اللہ تعالیٰ سے درخواست ہے اور دنیا کا بھی یہ دستور ہے کہ درخواست میں جن الفاظ کو استعمال کیا جاتا ہے وہ انتہائی موزوں ومناسب ہوتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی احسان ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو دعاء کرنے کا حکم بھی دیا اور دعاء کے الفاظ بھی قران مجید کے ذِریعہ بتا دیے اور ساتھ ہی پیارے حبیب ﷺ کے وہ مبارک کلمات دعاء بھی محدثین نے محفوظ کر دیئے چونکہ دعاء میں بندہ اپنے پروردگار کو پکارتا ہے، اس لئے بندہ کیلئے یہی مناسب ہے کہ وہ اپنے پروردگار کو اس انداز سے پکارے جس انداز سے انبیاء کرام علیھم السلام نے پکارا تھا انبیاء کرام اس حقیقت سے پوری طرح باخبر تھے کہ اللہ تعالیٰ کو کس طرح پکارنا چاہیے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاؤں کو قیامت تک کے انسانوں کی رہنمائی ورہبری کیلئے قران پاک میں محفوظ کر دیا۔

قران مجید نے جن دعائیہ کلمات کو بیان کیا ہے وہ ایسے کلمات ہیں جن کلمات ربانی سے دعاء کرتے ہوئے دماغ کو فرحت اور دل کو طمانیت نصیب ہوتی ہے اور ان جامع دعائیہ کلمات کے ساتھ دعاء کرنے سے خود بخود دعاء کے آداب وشرائط کا لحاظ ہو جاتا ہے،

یہی وجہ ہے کہ سلف صالحین نے انہی قرانی دعاؤں اور ادعیہ ماثورہ کو اپنی دعاؤں میں شامل کیا اور انہی دعاؤں کے ساتھ اپنے پروردگار کو پکارنے کو مناسب اور موزوں سمجھا۔

قرآنی دعاؤں اور نبی رحمت ﷺ سے منقول دعاؤں کو اپنی دعاء میں شامل رکھنے سے آدمی دعاء کے آداب کے دائرہ میں ہوتا ہے، یہ عین ممکن ہے کہ آدمی غفلت اور لاعلمی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی ایسا جملہ کہدے جو اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہو اسی لئے امام غزالیؒ نے فرمایا کہ دعاء کرنے والے کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ دعاء ماثورہ سے ہٹ کر دعا نہ کرے اس لئے کہ بندہ بعض مرتبہ دعاء کرنے میں حد سے تجاوز کر جاتا ہے اور ایسی چیزیں مانگ لیتا ہے جو مصلحت خداوندی کے خلاف ہوتی ہیں اسکا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ بندہ قرآن اور حدیث میں مذکورہ چیزوں کے سوا کوئی چیز مانگے ہی نہیں بلکہ ہمارا منشاء یہ ہے کہ وہ قرآنی دعاؤں اور ادعیۂ ماثورہ سے حتی المقدور استفادہ کرے، اسکے بعد سلف صالحین سے منقول دعاؤں کو ترجیح دے اس لئے کہ وہ ہمارے مقابلہ میں زیادہ بہتر طریقہ سے جانتے ہیں کہ کس طرح اپنے پروردگار سے مانگا جائے۔

قرآنی دعائیں

اب تک جن پسندیدہ دعاؤں کا مطالعہ آپ نے کیا یہ وہ دعائیں ہیں جن کو قران مجید نے نقل کیا ہے اور یہ دعائیں یا تو انبیاء کرام علیہم السلام کے مقرب فرشتوں کی ہیں یا اللہ تعالی کے صالح بندوں کی ہیں یا انبیاء کرام کی، ان دعاؤں کی عظمت اور فضیلت ہمارے ذہن رہے، اس لئے کہ انبیاء کرام نے اگر دعاء کی ہے تو ان کی دعاؤں کا مقصد بہت ہی اونچا اور اعلی ہوتا ہے وہ سطحی مقصد سے بالکل دور ہوتے ہیں، اخلاص وللّٰہیت کی جس گہرائی پر پہنچ کر وہ دعاء کرتے ہیں وہ بے مثال ہوتی ہے اور جن فصیح و بلیغ کلمات کے ذریعہ وہ اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں وہ فصاحت وبلاغت کی انتہاء پر ہوتے ہیں اور نبی رحمت ﷺ کی وہ جامع دعائیں جو ہر صاحب بصیرت مومن کیلئے شمع

راہ ہیں وہ تمام دعاؤں میں اپنا ایک مقام رکھتی ہیں ۔ہم چند قرآنی دعاوں کومع ترجمہ پیش کرتے ہیں تاکہ قارئین کو یاد کرنے اور سمجھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے میں سہولت رہے، اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کی یہ دعائیں قبول فرمادے ۔(آمین)۔

۱ ۔﴿ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم ۔ ربنا وا جعلنا مسلمين لك ومن ذريتنا امة مسلمة لك وارنا مناسكنا وتب علينا انك انت التواب الرحيم﴾ البقرة (۱۲۷ ۱۲۸)

اے ہمارے پروردگار! (یہ خدمت) ہم سے قبول فرمایئے بلا شبہ آپ خوب سننے والے جاننے والے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہم کو اپنا اور زیادہ مطیع بنا لیجیے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک ایسی جماعت (پیدا) کیجیے اور ہمارے حال پر توجہ رکھیے (اور) فی الحقیقت آپ ہی ہیں توجہ فرمانے والے مہربانی کرنے والے ۔

۲۔۔﴿ربنا آتنا فى الدنيا حسنة وفى الآ خرة حسنة وقنا عذاب النار﴾ (البقرة ۲۰۱)

اے ہمارے پروردگار! ہم کو دنیا میں بھی بہتری عنایت کیجیے اور آخرت میں بھی بہتری دیجیے اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچایئے ۔

(۳) ۔﴿ربنا افر غ علينا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا على القوم الكافرين (۱)﴾ (البقرة ۲۵۰)

اے ہمارے پروردگار! ہم پر استقلال (غیب سے) نازل فرمایئے اور ہمارے قدم جمائے رکھیے اور ہم کو اس کافر قوم پر غالب کیجیے ۔

(٤) ﴿ ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا او اخطانا ربنا ولا تحمل علينا اصرا كماحملته على الذين من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طا قة لنا به وا عف عنا وا غفر لنا وا رحمنا انت مولانا فا نصرنا على القوم الكافرين ﴾ (البقرة ۲۸٦)

اے ہمارے پروردگار ہم پر داروگیر نہ فرمایئے اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں اے ہمارے رب اور ہم پر کوئی سخت حکم نہ بھیجئے جیسے ہم سے پہلے لوگوں پر آپ نے بھیجے تھے اے ہمارے رب اور ہم پر کوئی ایسا بار (دنیا یا آخرت کا) نہ ڈالیے جس کی ہم کو سہار نہ ہو اور درگزر کیجئے ہم سے اور بخش دیجیے ہم کو اور رحم کیجیے ہم پر آپ ہمارے کارساز ہیں سو آپ ہم کو کافر قوموں پر غالب کیجیے۔

(۵) ربنالا تزغ قلوبنابعداذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب (آل عمران ۸)

اے ہمارے پروردگار! ہمارے دلوں کو کج نہ کیجیے بعد اس کے کہ آپ ہم کو ہدایت کر چکے ہیں اور ہم کو اپنے پاس سے رحمت (خاصہ) عطا فرمایئے بلاشبہ آپ بڑے عطا فرمانے والے ہیں۔

(٦) ﴿ ربنا اننا آمنا فاغفر لنا ذنوبنا وقنا عذا ب ا النا ر (آل عمران١٦)

اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لے آئے سو آپ ہمارے گناہوں کو معاف کر دیجیے اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچالیجیے۔

(۷) ﴿ ربنا آمنا بما انزلت وا تبعنا الرسول فا كتبنا مع الشا هدين﴾ (آل عمران ٥٢)

اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لے آئے ان چیزوں (احکام) پر جو آپ نے نازل فرمائیں اور پیروی اختیار کی ہم نے (ان) رسول کی، سو ہم کو ان لوگوں کے ساتھ لکھ دیجیے جو تصدیق کرتے ہیں۔

(۸) ﴿ ربنااغفرلنا ذنوبنا وا سرا فنا فى امرناوثبت اقدامناوا نصرناعلى القو م الكا فرين﴾ (آل عمران ١٤٧)

اے ہمارے پروردگار! ہمارے گناہوں کو اور ہمارے کاموں میں حد سے نکل جانے کو بخش دیجیے اور ہم کو ثابت قدم رکھیے اور ہم کو کافر لوگوں پر غالب کیجیے۔

(۹) ﴿ ربنا اننا سمعنا منادیا ینا دی للایمان ان آمنوا بر بکم فآ منا ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفرعنا سیئا تنا وتوفنا مع الا برار ☆ ربنا وآتنا ماوعدتناعلی رسلك ولا تخز نا یوم القیامه انك لا تخلف المیعاد ﴾ (آل عمران ۱۹۳٬ ۱۹٤)

اے ہمارے پروردگار! ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا کہ ایمان لانے کے واسطے اعلان کر رہے ہیں کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ، سو ہم ایمان لے آئے، اے ہمارے پروردگار! ہمارے گناہوں کو بھی معاف فرما دیجئے اور ہماری بدیوں کو بھی ہم سے زائل کر دیجئے اور ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ موت دیجئے اے ہمارے پروردگار ہم کو وہ چیز بھی دیجئے جس کا ہم سے اپنے پیغمبروں کی معرفت آپ نے وعدہ فرمایا ہے اور ہم کو قیامت کے روز رسوا نہ کیجئے۔

(۱۰) ﴿ ربنا ظلمنا ا نفسنا وان لم تغفرلنا وتر حمنا لنکونن من الخاسرین ﴾(الا عراف ۲۳)

اے ہمارے رب ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا اور اگر آپ ہماری مغفرت نہ کریں گے اور ہم پر رحم نہ کریں گے تو واقعی ہمارا بڑا نقصان ہو جائے گا۔

۱۱۔ ﴿ ربنا لا تجعلنا مع القوم الظالمین ﴾ (ا لا عراف ۳۷)

اے ہمارے پروردگار! ہم کو ظالم قوموں کے ساتھ نہ رکھیے

۱۲۔۔﴿ربنا افتح بیننا وبین قومنا با لحق وانت خیر الفاتحین ﴾ (۳) (الاعرا ف : ۸۹)۔

اے ہمارے پروردگار! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان میں فیصلہ کر دیجیے حق کے موافق اور آپ (سب سے) اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں

۱۳ ﴿ ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظالمین ونجنا برحمتك من القوم الکافرین ﴾ (یونس ۸۰)

اے ہمارے پروردگار ہم کو ان ظالم لوگوں کا تختۂ مشق نہ بنا اور ہم کو اپنی رحمت کا صدقہ ان کافروں سے نجات دے۔

۱۴﴿ رب انی اعوذ بك ان اسالك ما ليس لی به علم ٗوا لا تغفر لی وتر حمنی اكن من الخا سرين ﴾ (هود ۴۷)

اے میرے رب! میں اس امر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں کہ (آئندہ) آپ سے ایسے امر کی درخواست کروں جس کی مجھ کو خبر نہ ہو اور اگر آپ میری مغفرت نہ فرمائیں گے اور مجھ پر رحم نہ فرماویں گے تو میں بالکل تباہ ہی ہو جاوں گا

۱۵ ۔﴿ رب جعلنی مقيم الصلو ة ومن ذريتی ربنا وتقبل دعاء ربنا اغفر لی ولو الدی وللمومنين يوم يقوم الحساب ﴾ (۳) (ابراهيم : ۴۰ ٗ۴۱)

اے میرے رب! میری مغفرت کر دیجیے اور میرے ماں باپ کی بھی اور کل مومنین کی بھی حساب قائم ہونے کے دن۔

۱۶﴿رب ادخلنی مد خل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنك سلطانا نصيرا ﴿الاسرا ۸۰ ﴾

اے رب! مجھ کو خوبی کے ساتھ پہنچائیو اور مجھ کو خوبی کے ساتھ لیجائیو اور مجھ کو اپنے پاس سے ایسا غلبہ دیجیو جس کے ساتھ نصرت ہو۔

۱۷۔ربنا آتنا من لدنك رحمة وهيى لنا من أمرنا رشدا (۲)﴾(الكهف : ۱۰)

اے ہمارے پروردگار! اپنے پاس سے رحمت کا سامان عطا فرمایئے اور ہمارے لئے (اس) کام میں درستی کا سامان مہیا کر دیجیے۔

۱۸﴿رب اشرح لی صدری ويسرلی أمری واحلل عقدة من لسانی يفقهوا قولی ﴾(طه : ۲۵ ۔۲۸)

اے رب میرے! میرا حوصلہ فراخ کر دیجیے اور میرا (یہ) کام (تبلیغ کا) آسان

فرما دیجیے اور میری زبان پر سے بستگی (لکنت) ہٹا دیجیے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔

١٩ ﴿رب لا تذرنی فردا وانت خیرا الوارثین ﴾ (الانبیاء ٨٩)

اے رب ! مجھ کو لاوارث مت رکھیو۔ (یعنی مجھ کو فرزند دیجیے کہ میرا وارث ہو) اور سب وارثوں سے بہتر آپ ہی ہیں۔

٢٠﴿رب أعوذ بك من همزات الشیاطین وأعوذ بك رب أن یحضرون ﴾ (المؤمنون٩٧ ٩٨)

اے میرے رب! میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں شیطان کے وسوسوں سے اور اے میرے رب میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ شیطان میرے پاس کبھی آویں۔

٢١۔ ﴿ ربنا اصرف عنا عذاب جهنم ا ن عذابها كان غراما ﴾ ﴿ربنا هب لنا من ازواجنا وذر یا تنا قرة أعین واجعلنا للمتقین اماما ﴾(الفرقان :٦٥ ٧٤)

اے ہمارے پروردگار! ہم سے جہنم کے عذاب کو دور رکھیے کیونکہ اس کا عذاب پوری تباہی ہے، اے ہمارے پروردگار! ہم کو ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک (یعنی راحت) عطا فرما اور ہم کو متقیوں کا افسر بنا دے۔

٢٢ ﴿رب أوزعنی ان أشكر نعمتك التی أنعمت علی وعلی والدی وأن أعمل صالحا ترضاه واد خلنی برحمتك فی عبادك الصالحین ﴾۔ (النمل :١٩)

اے میرے رب! مجھ کو اس پر مداومت دیجیے کہ آپ کی ان نعمتوں کا شکر کیا کروں جو آپ نے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں اور (اس پر بھی مداومت دیجیے کہ) میں نیک کام کیا کروں جس سے آپ خوش ہوں اور مجھ کو اپنی رحمت خاصہ سے اپنے (اعلی درجہ کے) نیک بندوں میں داخل رکھیے۔

٢٣۔﴿رب أوزعنی أن أشكر نعمتك التی أنعمت علی وعلی والدی وأن أعمل صالحا ترضاه وأصلح لی فی ذریتی تبت الیك وانی من المسلمین﴾۔(الاحقاف :١٥)

اے میرے پروردگار مجھ کو اس پر مداومت دیجیے کہ میں آپ کی ان نعمتوں کا شکر کیا کروں جو آپ نے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں اور میں نیک کام کروں جس سے آپ خوش ہوں اور میری اولاد میں بھی میرے لئے صلاحیت پیدا کردیجیے، میں آپ کی جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں فرمانبردار ہوں۔

٢٤ ۔ ﴿ربنا وسعت كل شى ء رحمة وعلما فاغفر للذين تابو ا واتبعو ا سبيلك وقهم عذاب الجحيم ربنا وأدخلهم جنات عدن ن التى وعدتهم ومن صلح من آبا ئهم وأزواجهم وذرياتهم انك انت العزيز الحكيم ۔ وقهم السيات ومن تق السئيات يو مئذ فقد رحمته وذلك هو الفو زالعظيم﴾۔(غافر ٧ ۔ ٩)

اے ہمارے پروردگار! آپ کی رحمت (عامہ) اورعلم ہر چیز کو شامل ہے سو ان لوگوں کو بخش دیجیے جنہوں نے (شرک وکفر سے) توبہ کرلی ہے اور آپ کے رستہ پر چلتے ہیں اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچا لیجیے اے ہمارے پروردگار اور ان کو ہمیشہ رہنے کی بہشتوں میں جن کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے داخل کر دیجیے اور ان کے ماں باپ اور بیبیوں اور اولاد میں جو (جنت کے) لائق (یعنی مومن) ہوں ان کو بھی داخل کر دیجیے بلا شک آپ زبردست حکمت والے ہیں اور ان کو تکالیف سے بچا لیجیے، اور آپ جس کو اس دن کی تکالیف سے بچالیں تو اس پر آپنے بہت مہربانی کی اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

٢٥۔ ﴿ربنا اغفر لنا ولأخواننا الذين سبقونا با لأيمان ولا تجعل فى قلوبنا غلا للذين آمنو ربنا انك رؤف رحيم﴾(الحشر ١٠)

اے ہمارے پروردگار ہم کو بخش دیجیے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ ہونے دیجیے اے ہمارے رب آپ بڑے شفیق رحیم ہیں۔

٢٦۔﴿ربنا عليك توكلنا واليك أنبنا واليك المصير ربنا لاتجعلنا فتنة

للذين كفروا واغفرلنا ربنا انك أنت العزيز الحكيم ﴾(الممتحنه ٤ ٥)۔
اے ہمارے پروردگار! ہم آپ پرتوکل کرتے ہیں اورآپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں اورآپ ہی کی طرف لوٹنا ہے، اے ہمارے رب! ہم کو کافروں کا تختۂ مشق نہ بنا اور اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہ معاف کردیجیے، بے شک آپ زبردست حکمت والے ہیں۔

۲۷۔ ﴿ربنا أتمم لنا نورنا واغفرلنا انك على كل شی قدير ﴾(التحريم ٨)
اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارے اس نور کو اخیر تک رکھیے (یعنی راہ میں گل نہ ہوجائے) اور ہماری مغفرت فرمادیجیے، آپ ہر شے پر قادر ہیں۔

زبان رسالت کی دعائیں

(١) اللّٰهم ربنا اتنا فی الدنيا حسنة و فی الاخرة حسنة و قنا عذاب النار۔

(٢) اللّٰهم اغفر لی خطيئتی و اسرافی فی امری كله و ما انت اعلم به منی۔

(٣) اللّٰهم اغفر لی خطاياى وعمدى وجهلی وهزلی وكل ذالك عندى اللّٰهم اغفر لی ما قدمت وما اخرت و ما اسررت وماعلنت انت المقدم وانت المؤخر وانت على كل شيی قدير۔

(٤) اللّٰهم اصلح لی دينی الذى هوعصمة امرى واصلح لی دنياى التی فيها معاشی و اصلح لی آخرتی التی فيها معادى واجعل الحياة زيادة لی فی كل خير واجعل الموت راحة لی من كل شر۔

(٥) اللّٰهم اقسم لنا من خشيتك ما يحول بيننا وبين معاصيك من طاعتك ما تبلغنا به جنتك ومن اليقين ما تهون به علينا مصائب الدنيا۔

(٥) اللّٰهم متعنا باسماعنا وابصارنا وقوتنا ما احييتنا واجعله الوارث منا و اجعل ثارنا على من ظلمنا وانصرنا على من عادانا ولا تجعل مصيبتنا فی ديننا ولا تجعل الدنيا اكبرهمنا ولا مبلغ علمنا ولا تسلط علينا من لا يرحمنا۔

(٦) اللّٰهم انی اسالك من الخير كله عاجله وآجله ماعلمت منه و ما لم اعلم و

اعـوذ بك مـن الشركله عاجله وآجله ما علمت منه وما لم اعلم و اسالك الجنة وماقرب اليهامن قول اوعمل و اعوذبك من النار وما قرب اليها من قول او عمل واسالك خير ما سـالك بـه عبـدك ورسـولك مـحـمـد ﷺ و اعـوذبك مـن شر ما استعاذك منه عبدك و رسـولك مـحـمـد ﷺ و مـا قـضـيـت لـى امـرا فاجعل عاقبته رشدا برحمتك يا ارحم الراحمين.

(٧) اللّٰهم اعنى ولا تعن على و انصرنى ولا تنصر على وامكر لى و لا تمكر على.

(٨) الـلّٰهـم تـقـبـل تـوبـتـى و اغسـل حوبتى و اجب دعوتى و ثبت حجتى و سدد لسانى واهد قلبى و اسلل سخيمة صدرى.

(٩) اللّٰهم انى اسالك رحمة من عندك تهدى بها قلبى و تجمع بها شملى و ترد بها الـفتن عنى و تصلح بها دينى وتحفظ بهاغائبى و ترفع بها شاهدى و تزكى بها عملى و تبيض بها وجهى و تلهمنى بها رشدى و تعصمنى بها من كل سوء.

(١٠) الـلّٰهم انى اسالك الفوز عند القضاء و منازل الشهداء و عيش السعداء و النصر على الاعداء و مرافقة الانبياء .

(١١) الـلّٰهـم مـا قصر عنه رائى و ضعف عنه عملى ولم تبلغه نيتى وامنيتى من خيـر وعـدتـه من عبادك او خير انت معطيه احدا من خلقك فانى ارغب اليك فيه و اسالك اياه يا رب العالمين .

(١٢) الـلّٰهم اجعلنا هادين مهتدين غير ضالين ولا مضلين اللّٰهم اجعلنا حرباعلى اعـدائك وسـلما لاوليائك نحب بحبك من اطاعك من خلقك و نعادى بعداوتك من خالفك من خلقك.

(١٣) الـلّٰهم هذ ا الدعاء وعليك الاجابة وهذا الجهد وعليك التكلان وانا للّٰه و انا اليه راجعون ولا حول و لا قوة الا بالله العلى العظيم.

(١٤) الـلّٰهـم انـى ظلمت نفسى ظلما كثيرا ولا يغفر الذنوب الا انت فاغف ر لى مغفرة من عندك و ارحمنى انك انت الغفور الرحيم

(١٥) الـلّٰهم انت ربى لا اله الا انت خلقتنى وانا عبدك وانا على عهدك و وعدك مـا استـطـعت اعوذبك من شر ما صنعت ابوء لك بنعمتك وابوء بذنبى فاغفرلى فانه

لا يغفر الذنوب الا انت

(١٦) اللّٰهم عافنى فى بدنى اللّٰهم عافنى فى سمعى اللّٰهم عافنى فى بصرى اللّٰهم انى اعوذبك من الكفر والفقر اللّٰهم انى اعوذبك من عذاب القبر لا اله الا انت ۔

(١٧) اللّٰهم انك عفو كريم تحب العفو فاعف عنى ۔

(١٨) اللّٰهم انفعنى بماعلمتنى وعلمنى ما ينفعنى وزدنى علما من عندك ۔

(١٩) اللّٰهم يا مقلب القلوب ثبت قلبى على دينك ۔

(٢٠) اللّٰهم انا نسالك من كل خير ما سالك منه نبيك محمد ﷺ و نعوذبك من كل شر استعاذ منه نبيك محمد ﷺ و انت المستعان و عليك البلاغ و لا حول و لا قوة الا باللّٰه ۔

(٢١) اللّٰهم انى اسالك الثبات فى الامر واسالك العزيمة فى الرشد واسالك شكر نعمتك من شر ما تعلم و اسالك من خير ما تعلم واستغفرك مما تعلم انك انت ۔ علام الغيوب

(٢٢) اللّٰهم انى اسالك حبك وحب من يحبك والعمل الذى يبلغنى حبك اللّٰهم اجعل حبك احب الى من نفسى و اهلى

(٢٣) اللّٰهم استر عوراتى وآمن روعاتى واقل عشراتى واحفظنى من بين يدى و من خلفى وعن يمينى وعن شمالى و من فوقى واعوذبك ان اغتال من تحتى۔

(٢٤) اللّٰهم انى اعوذبك من اللّٰهم والحزن واعوذبك من العجز والكسل واعوذبك من الجبن والبخل واعوذبك من غلبة الدين و قهر الرجال ۔

(٢٥) اللّٰهم انى اعوذبك من جهد البلاء ودرك الشقاء و سوء القضاء وشماتة الاعداء

(٢٦) اللّٰهم انى اعوذبك من عذاب جهنم واعوذبك من عذاب القبر واعوذبك من فتنة المسيح الدجال واعوذبك من فتنة المحيا و الممات واعوذ بك من الماثم والمغرم و اعوذبك من شر فتنة الغنى و من شر فتنة الفقر و اعوذ بك من شر سمعى ومن شر بصرى و من شر لسانى و من شر قلبى و اعوذبك من ارذل العمر و اعوذبك من ان اموت فى سبيلك مدبرا ۔

(٢٦) اللّٰهم انى اعوذبك من علم لا ينفع و من قلب لايخشع و من نفس لا تشبع

و من دعوة لا يستجاب لها اللّٰهم آت نفسی تقواها و زکها فانت خیر من زکاها انت ولیها و مولاها

(۲۷) اللّٰهم انی اعوذبك من زوال نعمتك وتحول عافیتك وفجاءة نقمتك وجمیع سخطك ۔

(۲۸) اللّٰهم انی اعوذبك من الجوع فانه بئس الضجیع واعوذبك من الخیانة فانها بئس البطانة ۔

(۲۹) اللّٰهم انی اعوذ برضاك من سخطك و اعوذ بمعافاتك من عقوبتك لا احصی ثناء علیك انت کما اثنیت علی نفسك ۔

(۳۰) اللّٰهم اکفنی بحلالك عن حرامك و اغننی بفضلك عمن سواك ۔

(۳۱) اللّٰهم انا نعوذ بك من ان نشرك بك شیئا نعلمه و نستغفرك لما لا نعلمه ۔

(۳۲) یا ربی لك الحمد کما ینبغی لجلال وجهك و عظیم سلطانك

(۳۳) سبحان اللّٰه و بحمده عدد خلقه ورضا نفسه وزنة عرشه ومداد کلماته

(۳٤) سبحان اللّٰه و الحمد للّٰه و لا اله الا اللّٰه و اللّٰه اکبر ولا حول ولا قوة الا باللّٰه العلی العظیم ۔

(۳٤) اللّٰهم صل علی سیدنامحمدوعلی آل سیدنا محمد کما صلیت علی سیدنا ابراهیم و علی آل سیدنا ابراهیم و بارك علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کمابارکت علی سیدنا ابراهیم وعلی آل سیدنا ابراهیم فی العالمین انك حمید مجید

(۳۵) سبحان ربك رب العزة عما یصفون و سلام علی المرسلین و الحمد للّٰه رب العالمین۔

انبیاء کرام کی دعائیں

قرآن مجید نے متعدد جلیل القدر انبیاء کرام کی مختلف موقعوں پر کی گئی، دعاؤں کو بڑے اہتمام سے بیان کیا ہے تاکہ امت محمدیہ بھی ان دعاوں سے آشنا ہواوران کے نقش قدم پر چلتے ہوئے وہ بھی ان دعاؤں کا اہتمام کرے، انبیاء کرامؑ نے اپنے پروردگار کو جو پکارا ہے اورجن الفاظ کواپنی مبارک زبانوں سے ادا کیا ہے وہ الفاظ انتہائی قیمتی ہیں اور

ان کے ہر ہر لفظ سے دعا کے آداب کا علم ہوتا ہے یوں تو چند قرآنی دعائیں ہم لکھ چکے ہیں لیکن آگے ہم مختلف انبیاء کرامؑ کی دعاوں کو کچھ تفصیل سے لکھتے ہیں اور ان دعاؤں سے ملنے والے درس اور ادب سے آگاہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

حضرت آدم علیہ السلام کی دعاء

حضرت آدمؑ دنیا کے پہلے انسان ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے پہلے نبی بھی ہیں اور دنیا کے پہلے انسان نے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ سے جو دعا کی ہے وہ مغفرت کی دعا ہے حضرت آدمؑ نے یوں کہا۔

﴿ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین ﴾ (الاعراف ۲۳)

اے ہمارے رب! ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا اور اگر آپ ہماری مغفرت نہ کریں گے اور ہم پر رحم نہ کریں گے تو واقعی ہمارا بڑا نقصان ہو جائے گا۔

اس دعا سے سب سے پہلا سبق یہ حاصل ہوتا ہے کہ اللہ کے بندے کو چاہیے کہ وہ سب سے پہلے اپنے قصور کا اعتراف کرے، اسی لئے حضرت آدمؑ نے سب سے پہلے یہ فرمایا کہ ربنا ظلمنا انفسنا اے اللہ! ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا پھر اپنی بخشش کی اللہ تعالیٰ سے درخواست کی اور اس کے رحم کو طلب کرے، یہی وجہ ہے کہ ہم جب بھی دعا کرتے ہیں تو سب سے پہلے اپنی مغفرت کی دعا کرتے ہیں، اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی اے میرے رب! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا آپ ہی میری مغفرت فرمائیے۔ اور حضرت یونس علیہ السلام سے جب لغزش ہوئی تو یوں عرض کیا لا الا الہ الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین حضرت یونسؑ کی دعا سے مزید اس ادب کا علم بھی ہوتا ہے کہ دعا سے پہلے اللہ تعالیٰ

کی حمد بھی بیان کرنی چاہیے چنانچہ حضرت یونسؑ نے اللہ تعالیٰ کے معبود ہونے کا اقرار کیا اور اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کی۔

حضرت نوح علیہ السلام کی دعا

حضرت نوحؑ وہ جلیل القدر نبی ہیں جنہوں نے ساڑھے نو سو برس تک اپنی قوم کو دین حق کی دعوت دی مگر قوم اپنی ضد پر قائم رہی اور اتنی طویل مدت تک اپنے نبی کو جھٹلاتی رہی اور تکلیفیں پہنچاتی رہی، حضرت نوحؑ پر تبلیغ دین کے اس طویل دور میں جتنے بھی حالات آئے ان تمام حالات کو اپنے پروردگار سے انہوں نے بیان فرمایا اور اپنی محنت اور بیچارگی کا اظہار فرمایا یوں تو سورہ اعراف، یونس، ہود، انبیاء، مومنون، شعراء وغیرہ میں حضرت نوحؑ کی اس محنت کو بیان کیا گیا ہے لیکن سورۂ نوح میں مستقل طور پر حضرت نوح کی زندگی کو بیان کیا گیا ہے، سورہ کے آغاز ہی سے آپ محسوس کریں گے کہ حضرت نوحؑ نے اللہ تعالیٰ سے کس طرح خطاب کیا ہے، حضرت نوحؑ جھٹلانے والی اس قوم کی شکایت کر رہے ہیں اور اپنی کڑی محنت اور نتیجہ کے نہ نکلنے کی مجبوری کا اظہار فرما رہے ہیں اے میرے پروردگار میں نے اپنی قوم کو رات کو بھی بلایا اور دن کو بھی، سو میرے بلانے پر اور زیادہ بھاگتے رہے انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیں اور اپنے کپڑے اپنے اوپر لپیٹ لئے پھر میں نے ان کو بآواز بلند بلایا پھر میں نے علانیہ بھی سمجھایا اور ان کو بالکل خفیہ بھی سمجھایا وغیرہ پھر آخر میں جب اس قوم کے سدھرنے کے کوئی آثار نظر نہ آئے تو اپنے پروردگار سے یوں فرمایا اے میرے پروردگار کافروں میں سے زمین پر ایک باشندہ بھی مت چھوڑ۔ حضرت نوحؑ کی اس دعا سے دعا کا یہ طریقہ ہمیں ملتا ہے کہ بندہ کو چاہیے کہ وہ اپنی ساری حالت کو اللہ کے سامنے رکھ دے اگرچہ کہ اللہ تعالیٰ اس کی ہر حالت سے واقف ہیں لیکن اپنی بیچارگی اور کمزوری اور حقیقت حال کو سنانا ہی بندہ کا شیوہ ہے اس سے اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آتی ہے اور

رحم وکرم کے دروازے کھلتے ہیں اور دعائیں مقبول ہوتی ہیں ۔

حضرت نوح علیہ السلام کی ایک اور دعا بھی قابل غور ہے فرماتے ہیں رب اغفر لی ولوالدی ولمن دخل بیتی مومنا و للمومنین والمومنت ولا تزد الظلمین الا تبارا اے میرے رب! مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو مومن ہونے کی حالت میں میرے گھر میں داخل ہیں ان کو اور تمام مسلمان مردوں اور تمام مسلمان عورتوں کو بخش دیجیے ۔ اور ان ظالموں کی ہلاکت اور بڑھایئے ۔ حضرت نوحؑ کی اس دعا سے یہ سبق ملتا ہے کہ بندۂ مومن کو چاہیے کہ وہ سب سے پہلے اپنی مغفرت کی دعا کرے پھر اپنے ماں باپ کی مغفرت کی دعا کرے اور پھر تمام مومنوں اور مسلمانوں کی مغفرت کے لئے دعا کرے ۔ اسی لئے سورۂ بنی اسرائیل میں ماں باپ کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیتے ہوئے یہ تعلیم بھی دی گئی کہ و قل رب ارحمھما کما ربینی صغیرا اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے رب! ان دونوں (ماں باپ) پر رحمت فرمایئے جیسا انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا پرورش کیا ہے ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا

آپ نے شاید غور کیا کہ جتنے بھی پیغمبروں نے اپنے رب کو پکارا ہے تقریباً سب نے ہی اللہ تعالیٰ کو ''یا رب'' یا ''ربنا'' کہہ کر پکارا ہے جس کے معنی اے میرے پانے والے کے ہیں، ان الفاظ میں دعا مانگنے کا سلیقہ سکھایا گیا ہے اس لئے کہ یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور لطف وکرم کو متوجہ کرنے پر موثر ثابت ہوتے ہیں حضرت ابراہیم نے یہ دعا فرمائی واذ قال ابراھیم رب اجعل ھذا بلدا آمنا وارزق اھلہ من الثمرات من آمن منھم باللہ والیوم الآخر اس دعا سے یہ سبق ملتا ہے کہ بندۂ مومن کو ایسی دعا کرنی چاہیے جو سب کے لئے مفید اور نافع ہو جیسا کہ حضرت ابرہیمؑ نے مکہ مکرمہ کے لئے

دعا فرمائی کہ اے میرے پروردگار اس کو ایک آباد شہر بنا دیجیے اور امن و امان والا بھی اور اس کے بسنے والوں کو پھلوں کی قسم سے بھی عنایت کیجیے، حضرت ابراہیمؑ کی دعا کا اثر آج تک بھی ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک رہے گا۔ کہ دجال کو بھی حرم میں داخل ہونے کی قدرت نہ ہوگی اور مکہ کے قریب ہی طائف کا ایک ایسا خطہ بنا دیا جس میں ہر طرح کے بہترین پھل اور ترکاریاں اور اناج بکثرت پیدا ہوتے ہیں اور مکہ مکرمہ آکر فروخت ہوتے ہیں ہر زمانہ کے ہر مذہبی پیشوا کو چاہیے کہ وہ جمیع مسلمانوں کیلئے نفع بخش دعائیں کرتا رہے جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے دعائیں کیں۔

حضرت ابرہیمؑ کی ایک اور دعا یہ ہے کہ ربنا واجعلنا مسلمین لك و من ذریتنا امة مسلمة لك اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنا اور زیادہ مطیع بنا لیجیے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک ایسی جماعت پیدا کیجیے جو آپ کی مطیع ہو اس دعا سے اس بات کا سبق ملتا ہے کہ بندۂ مومن کو چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کے حق میں بھی دعا کرے جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے دعا فرمائی۔

حضرت ابراہیمؑ کی ایک اور دعا ولا تخزنی یوم یبعثون اے پروردگار! جس روز لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے تو اس دن مجھ کو رسوا نہ کرنا (شعراء/۸۷) اس دعا سے اس بات کا سبق ملتا ہے کہ اللہ کے بندوں کو چاہیے کہ وہ اپنی آخرت کی نجات اور اس دن کی رسوائی سے بچنے کے لئے جہاں ایمان و اعمال صالحہ کرتے رہیں وہیں انہیں اپنے پروردگار سے روز قیامت کی ذلت و رسوائی سے نجات کی دعا بھی کرتے رہیں، تاکہ کل قیامت کے دن کی رسوائی سے بچے رہیں، اس سے معلوم ہوا کہ صرف دنیا کی چیزیں ہی طلب نہیں کرنی چاہیے بلکہ اپنے رب سے آخرت کی سلامتی اور نجات بھی مانگنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قیامت کے دن عزت کی بلندیوں تک پہنچا دے اور ذلت کی وادیوں سے بچا دے اور ہر قسم کی کامیابی وکامرانی نصیب فرما دے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی دعاء

مدت دراز کے بعد جب حضرت یوسفؑ کی ملاقات اپنے ان بھائیوں سے ہوئی جنھوں نے ان کو کنویں میں ڈالا تھا تو حضرت یوسفؑ نے ان بھائیوں سے نہ ہی انتقام لیا اور نہ ہی انہیں برا بھلا کہا بلکہ حضرت یوسفؑ نے انہیں لا تثریب علیکم الیوم (آج تم پر کوئی گرفت نہیں) کہہ کر معاف بھی کر دیا اور اسی کے ساتھ ان بھائیوں کے حق میں یہ دعا بھی فرما دی کہ یغفر اللہ لکم (اللہ تمہیں معاف فرما دے)

کیا وسیع ظرف اور کشادہ دل تھا حضرت یوسفؑ کا کہ جن بھائیوں نے ان کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی سازش کی اور کنویں میں ڈال دیا ان کے ساتھ یہ احسان کہ ان کے اس گناہ کی مغفرت کی دعا خود فرما رہے ہیں، حضرت یوسفؑ نے اپنے اس عمل نیک سے ساری انسانیت کو اس بات کا سبق دیا ہے کہ اگر اپنے بھائی سے بھیانک سے بھیانک جرم بھی ہوجائے جب بھی تم اس کو معاف کردو، آخر وہ تمہارا بھائی ہی تو ہے اور تمہارے اس خونی رشتہ کا حق یہ ہے کہ باوجود اس گھناونے جرم کے اس کے حق میں مغفرت اور بخشش کی دعا کر دی جائے اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں میں یہ ظرف پیدا فرما دے۔ (آمین)

حضرت موسیٰؑ کی دعا

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مصر سے ڈرتے ڈرتے نکلے تو اس خوف و دہشت کے عالم میں اپنے پروردگار سے کہنے لگے رب نجنی من القوم الظلمین اے میرے پروردگار مجھ کو ان ظالم لوگوں سے بچا لیجیے اور جب مصر سے مدین پہنچے تو یوں دعا فرمائی رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر اے میرے پروردگار (اس وقت) جو نعمت مجھے آپ بھیج دیں میں اس کا (سخت) محتاج ہوں اور جب فرعون کے پاس جانے کا حکم دیا گیا تو اللہ تعالیٰ سے یوں کہنے لگے واجعل لی وزیرا من

اھلی ھارون اخی اشدد به ازری و اشرکه فی امری اورمیرے واسطے میرے کنبہ میں ایک معاون مقرر کیجیے یعنی ہارون کو کہ میرے بھائی ہیں ان کے ذریعہ سے میری قوت کو مستحکم کیجیے اوران کو میرے اس کام میں شریک کردیجیے۔

حضرت موسیٰ کی ان دعاوں کے علاوہ اوربھی دعائیں ہیں ان دعاوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کو پریشانی کے موقعوں پر اپنے پروردگار ہی کو پکارنا چاہیے فرعون اور فرعونیوں سے بچنے کیلئے حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی اور جب مدین پہنچے تو اس مسافری اور بیچارگی کے عالم میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی اور جب فرعون کے پاس جانے کا حکم ہوا تو اپنے لئے ایک وزیر کا مطالبہ بھی اللہ تعالیٰ سے کیا حضرت موسیٰ کا یہ عمل ہم سب کیلئے نمونہ ہے کہ ہمیں ہر حالت میں ہر چھوٹی اور بڑی چیز اسی رب ذو الجلال سے مانگنی چاہیے جو ہر چیز پر قدرت وطاقت رکھتا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا

حضرت سلیمانؑ بیک وقت نبی بھی ہیں اور بادشاہ وقت بھی اوراللہ تعالیٰ نے حیوانات اور جنات کوان کے تابع کردیا تھا اور یہ حضرت سلیمانؑ کی اس دعا کے نتیجہ میں تھا کہ آپؑ نے فرمایا تھا کہ رب اغفر لی وھب لی ملکا لاینبغی لاحد من بعدی انك انت الوھاب (ص ۳۵) اے پروردگار مجھ کو بخشدے اور مجھ کو ایسی حکومت عطا کر جو میرے بعد کسی کے لئے بھی میسر نہ ہو بے شک تو بہت دینے والا ہے۔

حضرت سلیمانؑ کی اس دعا سے یہ نتیجہ بھی اخذ ہوتا ہے کہ کسی بھی چیز کے مانگنے سے پہلے اپنی مغفرت کی دعا مانگ لینی چاہیے اور دنیا کی سلطنت اور حکومت بھی اسی پروردگار سے مانگنی چاہیے اور مانگتے ہوئے یہ یقین دل میں ہونا چاہیے اور زبان سے کہنا بھی چاہیے کہ اے اللہ تعالیٰ آپ تو واقعی دینے والے ہیں۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے بڑی سے بڑی نعمت مانگنا بھی کوئی بری بات نہیں بشرطیکہ نیت درست اور ارادے نیک ہوں۔

حضرت ایوبؑ کی دعا

حضرت ایوبؑ کے زمانۂ علالت میں سب نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا تھا، عزیز و اقارب، دوست و احباب نے منہ پھیر لیا تھا، صرف ایک بیوی نے اس تمام بیماری میں ساتھ دیا تھا، ظاہر ہے کہ ایسی المناک صورت میں ایک انسان پر کیا گزرتی ہے ہر انسان اس کو محسوس کرسکتا ہے اسوقت بھی حضرت ایوبؑ نے اپنے پروردگار ہی کو پکارا قرآن مجید نے ان کے ان الفاظ کو قیامت تک کیلئے محفوظ کردیاو ایوب اذ نادی ربہ انی مسنی الضر و انت ارحم الراحمین (انبیاء ۸۳) اور ہمارے بندے ایوب کا ذکر کرو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھ کو تکلیف پہنچ رہی ہے اور آپ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہیں، حضرت ایوبؑ کی اس دعا سے یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ کے بندوں کو چاہیے کہ وہ اپنی حقیقی حالت کو اللہ کے سامنے رکھیں جس طرح وہ ماں مہربانی کا ہاتھ جلد بلند کرتی ہے جب کہ اس کا بچہ اپنی پریشانی کو بیان کرتا ہے اسی طرح اللہ کے سامنے اپنی بیماری، کمزوری، دکھ، تکلیف، رنج و الم وغیرہ کو بیان کرنا چاہیے اور اس کی مہربانی کو آواز دینا چاہیے تا کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کی طرف متوجہ ہوں انبیاء کرامؑ کی دعاوں سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ اپنی دعاوں میں ہمیں اپنے پروردگار کی حمد وثنا بھی بیان کرنی چاہیے جیسا کہ حضرت ایوبؑ یہاں اپنے پروردگار کی حمد وثنا فرمارہے ہیں۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا

حضرت زکریاؑ کے ہاں کوئی اولاد نہیں تھی وہ یہ محسوس کرتے تھے کہ اپنے بعد بنی اسرائیل کی رشد و ہدایت کیلئے کوئی وارث نبوت ہونا چاہیے، انہیں اس بات کا شدت سے احساس تھا کہ میرے گھر والے اس مقدس سلسلہ کو باقی نہ رکھ سکیں گے مگر چونکہ ان کی عمر ستر سال یا نوے سال کی تھی اور انکی بیوی بانجھ تھیں اس لئے وہ ان ظاہری اسباب کی

وجہ سے شکستہ دل تھے کہ اب اولا د ہونے کی بظاہر کوئی صورت نہیں ہے لیکن جب انہوں نے حضرت مریمؑ کے پاس بے موسم کے پھل پائے اور اللہ کا یہ فضل وانعام اپنی آنکھوں سے دیکھا تو خیال آیا کہ جو ذات بے موسم پھل مریمؑ کو عطا کرتی ہے تو کیا وہ موجودہ نا موافق حالات میں مجھے بیٹا نہ بخشے گی چنانچہ اسی وقت انہوں نے بارگاہ الٰہی میں ہاتھ اٹھایا اور کہا اذ نادی ربه نداء خفیا قال رب انی وهن العظم منی و اشتعل الراس شیبا و لم اکن بدعائك رب شقیا وانی خفت الموالی من ورائی وكانت امراتی عاقرا فهب لی من لدنك ولیا جب کہ انہوں نے اپنے پروردگار کو پوشیدہ طور پر پکارا جس میں یہ عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میری ہڈیاں (بوجہ پیری کے) کمزور ہوگئیں اور سر میں بالوں کی سفیدی پھیل گئی اور اس کے قبل کبھی میں آپ سے مانگنے میں اے میرے رب ناکام نہیں رہا ہوں اور میں اپنے بعد اپنے رشتہ داروں (کی طرف) سے اندیشہ رکھتا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے سو اس صورت میں آپ مجھ کو خاص اپنے پاس سے ایک ایسا وارث (یعنی بیٹا) دیدیجیے کہ وہ میرے علوم خاصہ میں میرا وارث بنے حضرت زکریاؑ کی اس دعا سے اس بات کا سبق ملتا ہے کہ بندے کو چاہیے کہ اپنی کمزوری پوری طرح بیان کردے اور رب کے بارے میں جو حسن ظن (اچھا گمان) ہے اس کو واضح انداز میں بیان کردے جس طرح کہ حضرت زکریاؑ نے بیان کردیا تھا ولم اکن بدعائک رب شقیا کہ میں آپ سے مانگ کر کبھی محروم نہیں رہا ہوں اور ماقبل موت تک کی ہی دعا نہ کرے بلکہ فکر آخرت کو اوڑھنا بنالے اور اپنی نسل کے ایمان کی فکر دل میں بٹھالے اور اللہ تعالی سے دعا کرتا رہے کہ کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے جس سے اس کی نسلوں تک ایمان پہنچتا رہے جیسا کہ حضرت زکریاؑ نے فکر فرمائی تھی اور اسی فکر نے انہیں بیٹے کے مانگنے پر مجبور کیا تھا نیز یہاں یہ بھی سبق ملتا ہے کہ ظاہری صورت کو دیکھ کر آدمی مایوس نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی قوت وطاقت کا استحضار دل ودماغ میں موجود رہے اللہ تعالی قوت ایمانی ہم سب کو نصیب فرمادے۔ (آمین)۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا

حضرت عیسیٰؑ نے دین حق کی نصرت اور تائید کیلئے جنہیں پکارا تھا تو سب سے پہلے جنہوں نے نحن انصار اللّٰہ کا نعرہ بلند کیا وہ یہی غریب غرباء کی جماعت تھی جن کو قرآن مجید نے حواریین کا خطاب دیا، مخلص اور فدا کار حواریوں کی اس جماعت کے پاس ایسا کوئی سامان زندگی نہ تھا جوان کو یکسوئی کے ساتھ حضرت عیسیٰؑ کی دعوت و تبلیغ میں ممد و معاون ثابت ہوتا، وہ چونکہ حضرت عیسیٰؑ کے معجزات دیکھ چکے تھے اس لئے از راہ سادگی یہ درخواست پیش کی کہ کیا آپ کا پروردگار ہم پر آسمان سے کھانے کا ایک خوان اُتار سکتا ہے؟ حضرت عیسیٰؑ نے ان کی اس فرمائش کو سن کر یہ دعا فرمائی ربنا انزل علینا مائدة من السماء تكون لناعيدا لأولنا وآخرنا وآية منك (الخ) الٰہی! ہم پر آسمان سے ایک خوان نازل کردے جو ہمارے لئے اور ہمارے اگلوں پچھلوں کیلئے خوشی کا موقع قرار پائے اور آپ کی طرف سے یہ ایک عظیم نشانی ہوجائے، ہم کو رزق عطا فرما اور آپ تو سب سے بہتر رزق دینے والے ہیں، آسمان سے مائدہ نازل ہوا یا نہیں؟ قرآن مجید اس سلسلہ میں خاموش ہے اور احادیث میں بھی اس کی کوئی خاص وضاحت نہیں ہے، البتہ حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عمار بن یاسرؓ سے منقول ہے کہ یہ واقعہ پیش آیا اور مائدہ کا نزول ہوا اس سلسلہ میں مختلف امور پر متعدد اقوال ہیں جن کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے یہاں حضرت عیسیٰؑ کی صرف اس دعاء کا تذکرہ مقصود تھا سو وہ تذکرہ ہو چکا۔

درخواست دعا

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ دعا سے متعلق اس کتاب ''رب سے کس طرح مانگیں؟'' کی ترتیب کا تقریباً کام ماہ رمضان المبارک کی مبارک ساعتوں میں انجام پایا اور دعا کا ماہ رمضان المبارک سے خاص تعلق بھی چونکہ ہے اس مناسبت خاصہ سے اس

سے متعلق کام کرنے میں خاص رغبت بھی رہی الحمد للہ اسکی کمپیوٹر کتابت بھی اب قریب الختم ہے ابھی اسکی کتابت کے چند اوراق باقی ہی تھے کہ اللہ کے فضل وکرم سے اس کی طباعت کا انتظام بھی ہوگیا عموماً ایسا ہوتا ہے کہ کتاب کی تصنیف کا کام شروع ہوتا ہے اور ختم بھی ہوجاتا ہے کتابت بھی ہوجاتی ہے مگر طباعت کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے کچھ دنوں یا مہینوں کتاب کے منظر عام پر آنے میں تاخیر ہوجاتی ہے لیکن بعض مرتبہ جلد انتظام ہوجاتا ہے تو دل میں ایک قسم کی خوشی محسوس ہوتی ہے ایک مصنف کے لئے اس کی ایک کتاب کا شائع ہوجانا ہی اس کی کامیابی کی علامت ہے کسی بھی کتاب کے شائع ہونے پر جو خوشی اور مسرت کی لہر دل ودماغ میں دوڑتی ہے اس کو الفاظ میں مقید نہیں کیا جاسکتا اب تک الحمد للہ انیس کتابیں شائع ہوچکی ہیں اور یہ کتاب رب سے کس طرح مانگیں؟ احقر کی بیسویں تصنیف ہے۔

میں اس موقع پر ہمارے جمیع قارئین سے ادبا درخواست کروں گا کہ وہ سب سے پہلے میرے حق میں یہ دعاء فرمائیں کہ زندگی کی آخری سانس تک دین اسلام کی اشاعت کا یہ کام اللہ تعالیٰ مجھ سے لیتے رہیں اور دنیا کے گوشہ گوشہ تک دنیا کی مختلف زبانوں میں یہ پیغام حق پہنچ جائے اور اس زمانہ میں جس انداز کی کتابوں کی امت کو ضرورت ہے اس انداز سے لکھنے کی توفیق، ہمت، طاقت اور صلاحیت عطا فرمائے اور اس کام کو اللہ تعالیٰ قبولیت سے نواز کر دنیا اور آخرت کی ترقی کا ذریعہ بنا دے نیز قارئین ان مخیّر حضرات کے حق میں بھی دعاء فرمائیں جو ہماری اس تحریک میں کسی بھی طریقہ سے حصہ لیتے ہیں۔

❁❁❁❁❁